اسلامی کلچر
پنجہ یہود میں
عبدالرشید ارشد

بسم اللہ الرحمن الرحیم
وبہ نستعین

اسلامی کلچر پنجۂ یہود میں

عبدالرشید ارشد

النور ٹرسٹ (رجسٹرڈ) جوہر پریس بلڈنگ جوہر آباد
فون 0454-720401
E-mail:naqeebesahar@hotmail.com

آئینہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ وبہ نستعین ○

ابتدائیہ

لوگ یہ کہنے اور سمجھنے میں یقیناً حق بجانب ہیں کہ مسلمان کہلوانے والے اپنے عیوب پر پردہ ڈالنے کی خاطر اپنی ہر کوتاہی کو یہود و نصاری کے سر منڈھ دیتے ہیں اور یوں عیبوں کی یہ پوٹ خود ہر طرف سے بری الذمہ ہو کر مطمئن ہو جاتی ہے۔ اس سوچ میں اس بات میں وزن ہے مگر اپنوں کی مہربانیوں کے ساتھ ساتھ پرائیوں کی عیاری و مکاری اور پرکاری بھی شامل ہے۔ مسلمان کو صاحب بصیرت ہونا چاہیئے تھا کہ بصیرت کے حقیقی سرچشمے تک صرف اسی کی رسائی ہے اور ہر دوسری قوم اس سرچشمے سے سیر ہونے کا استحقاق کھو چکی ہے کیونکہ یہاں تک کا راستہ توحید باری اور غیر مشروط اطاعت و فرمانبرداریٔ رسالت ﷺ سے مشروط ہے۔

ثقافت ایک عرصہ سے موضوع بحث ہے ثقافت کی تعریف بعض لوگوں نے

متنازع بنا دی ہے بلکہ یہاں تک بھی سننے میں آیا کہ ثقافت کا بھلا مذہب سے کیا تعلق ہے۔ اس نقطہءِ نظر کے حامل جدّت پسند لوگ ''بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست'' کے قائل ہیں اور ثقافت اور عیش کوشی کو جڑواں بہنوں کا درجہ دیتے ہیں۔ اسلام دشمنوں نے اسی تعریف کی حمایت کی ہے۔ اسی بنیاد پر اسلامی ثقافت غیر اسلامی ثقافتی یلغار کے تابڑتوڑ حملوں سے نڈھال ہے، جاں بہ لب ہے۔

ہم اپنے پرائیوں کے روّیوں سے ہٹ کر علمی اور زمینی حقائق کی روشنی میں موضوع کے سبھی خدوخال زیرِ بحث لائیں گے۔ اپنوں کی بے بصیرتی کا ماتم کرنا پڑا تو کریں گے اور یہود ونصاریٰ کی عیاری اور مکاری کو داد دینا پڑی تو بخل سے کام نہیں لیں گے۔ ترازو پکڑنے والے سے ہر کوئی درست تول کی توقع رکھتا ہے اور ''ڈنڈی مارنے والے'' (کم تولنے والے) سے ہر ذی شعور نفرت کرتا ہے۔

عبدالرشید ارشد

01-01-06

کلچر، تہذیب وتمدن اور ثقافت!

کلچر یا تہذیب وثقافت کا لفظ ذہن میں آتے یا زبان سے ادا ہوتے ہی فوراً ایک سوال سامنے آجاتا ہے کہ کیا کلچر، تہذیب وتمدن اور ثقافت پر صرف انسان ہی کی اجارہ داری ہے؟ یہ بات تو طے ہے کہ کلچر کہیں یا تہذیب وثقافت، اصل میں تینوں ایک ہیں۔ کلچر لاطینی زبان سے انگریزی نے مستعار لیا تو ثقافت، تہذیب وتمدن کی اولاد ٹھہری جس کی عمر بھی 4,3 دہائیوں سے آگے نہیں بڑھتی مگر یہ لے پالک آتے ہی یوں چھا گئی کہ تہذیب اس کے پیچھے چھپ گئی۔

غور وفکر نے نئی راہوں کی نشاندہی کی تو معلوم ہوا کہ سینۂ دھرتی کی ہر مخلوق کا اپنا کلچر ہے، اپنا سرمایۂ تہذیب وتمدن یا ثقافت ہے۔ اس میں نظر آنے والی اور نظر نہ آنے والی مخلوق شامل ہے مثلاً نظر آنے والوں میں حیوانات، جمادات ونباتات، حشرات الارض، چرند پرند وغیرہ ہیں تو نظر نہ آنے والی مخلوق میں ملائکہ ہیں یا جنات جو اکثر نظر نہیں آتے، کبھی کبھار نظر آ بھی جاتے ہیں۔

ملائکہ جنّات اور انسان کے علاوہ ہر طرح کی نظر آنے والی مخلوق، ان سب کا اپنا اپنا کلچر ہے اور یہ ایک ہی طرح کا ناقابل تبدیل کلچر ہے اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوتی۔ یہ خالق کا طے کردہ مثبت نظام ہے مگر ہر صنف کا نظامِ تہذیب وتمدن ہے مختلف مثلاً ملائکہ کا اپنا ہے، حیوانات، چوپائے جتنے بھی قبیلوں میں تقسیم ہیں ہر ایک کا اپنا کلچر ہے مثلاً بھینس، گائے، گھوڑے، گدھے یا دیگر چوپائے ہر نسل اپنا نظام تہذیب رکھتی ہے۔

پرندے ہیں تو سینکڑوں اقسام کا اپنا اپنا کلچر ہے۔ کبوتر اور کوا ہو یا مرغی اور بطخ ہو تہذیبی انفرادیت ہر صنف میں موجود ہے۔ کسی کا کلچر دوسری صنف سے میل نہیں کھاتا۔

حشرات الارض میں سے ہر نوع اپنا الگ نظامِ تمدن رکھتی ہے۔ مثلاً چیونٹی اور جھینگر ہوں یا دیگر اقسام ہوں' سب کا کلچر ایک دوسرے سے الگ ہے۔ رہن سہن' باہم تعلقات' دوسرے قبائل سے میل جول' امن و جنگ کے اصول' ہر قبیلہ ایک ہی نہج پر پیدائش سے موت تک جاری رکھتا ہے۔ یہ دلچسپ تحقیق ہے۔

جنات جو تخلیقِ انسان سے قبل آگ سے تخلیق کئے گئے' انسان ہی کی طرح عمل کے لیے آزاد بھی کئے گئے۔ آزادیٔ عمل کے سبب یہ مخلوق بھی اپنا مخصوص کلچر رکھتی ہے۔ جنات کے مختلف قبیلوں کا بھی اپنا اپنا کلچر ہے مثلاً مسلمان جنات اور غیر مسلم جنات اپنا الگ الگ کلچر رکھتے ہیں۔

اشرف المخلوقات انسان نے جس روز دھرتی پر قدم رکھا اسی روز کلچر کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی زوجہ حوّا کے جوڑے نے عملی زندگی شروع کی صاحب اولاد ہوئے اور پھر خاندان وجود میں آئے۔ فرد سے خاندان تک کے سفر میں کلچر ان کے ساتھ ساتھ تھا جونہی ان کے ایک بیٹے نے اپنے بھائی کو قتل کر کے حق کے مقابلے میں ناحق اور اطاعت کے مقابلے میں سرکشی کا راستہ اختیار کیا حزب اللہ اور حزب الشیطان کے دو واضح گروہ وجود میں آنے سے کلچر یا تہذیب و تمدن پھر مثبت اور منفی روّیوں میں تقسیم ہو گیا جو آج تک اپنی اپنی ڈگر پر کسی نہ کسی انداز میں اپنا سفر جاری رکھے ہوئے ہے۔ مثبت روّیوں کے لیے انبیاء و کتب کا انتظام خالق نے فرمایا۔

گذرتے دنوں کی چکا چوند کے ساتھ جب کوئی غیر جانبدار کہلاتے تجزیہ کرتا ہے تو وہ یہ دیکھ کر تشویش کا اظہار کئے بغیر نہیں رہتا کہ ماڈرن ازم کی تیز و تند آندھی اقدار

کا دیا گل کرنا چاہتی ہے۔ مگر یہ تشویش بلا سبب ہے کیونکہ خالق ہی کا فیصلہ ہے جو قرآن حکیم میں دو جگہ یوں سنایا گیا ہے کہ ''یہ اپنے منہ کی پھونکوں سے (زبان کے استعمال سے) اللہ کے دیئے (مثبت اقدار) کو بُجھا دینا چاہتے ہیں مگر اللہ اسے بجھنے نہ دیگا اور حق غالب آ کر رہے گا'' ہماری کمزوری اپنی جگہ سازشیں اور اقدامات اپنی جگہ مگر اسلام کا کلچر، تہذیب وثقافت کا سرمایہ محفوظ رہے گا۔ یہی ہماری تحقیق کی بنیاد ہے۔ الحمد للہ

ثقافت کیا ہے؟

ثقافت کی تعریف جاننے کے لئے ہم نے لغت' انسائیکلو پیڈیا' عربی مووٗرد اور انگریزی ڈکشنری سے رجوع کیا پہلی چیز جس پر ہر کسی کا اتفاق دیکھا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ثقافت اور کلچر یا تہذیب وتمدن ایک ہی چیز ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

☆ ثقافت عربی لفظ ہے جس سے مراد کسی قوم یا طبقے کی تہذیب ہے۔ علماء نے اس کی یہ تعریف مقرر کی ہے۔

'' ثقافت اکتسابی یا ارادی یا شعوری طرزِ عمل کا نام ہے۔ اکتسابی طرزِ عمل میں ہماری وہ تمام عادات' افعال وخیالات' رسوم و رواج اور اقدار شامل ہیں جن کو ہم ایک منظم معاشرے یا خاندان کے رکن کی حیثیت سے عزیز رکھتے ہیں یا ان پر عمل کرتے ہیں یا ان پر عمل کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ تاہم ثقافت یا کلچر کی جامع تعریف سامنے نہیں آئی'' ☆ (اردو انسائیکلو پیڈیا' فیروز سنز صفحہ 356)

☆ **ثقافت**: کسی قوم یا گروہ انسانی کی تہذیب کے اعلیٰ مظاہر' جو اس کے مذہب' نظامِ اخلاق' علم و ادب اور فنون میں نظر آتے ہیں۔ ثقافت کا لفظ ایجاد ہی پچھلے بیس پچیس سال کی ہے ☆ (ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر) جلد ششم۔ اردو لغت بورڈ کراچی)

''حراث' تثقیف' تہذیب' ثقافۃ' حضارۃ اور مرحلۃ معینۃ من مراحل'

''Culture التقدیم الحضاری- مہذب Cultured''

(المورد)

Culture: Cultivation, tillage, the act of developing the intellectual and moral facilities specially by education. Expert care and training enlighenment and excellance of taste acquired by intellectual aesthetic training, acqaintance with and taste in fine arts, humanities and broad aspects of science as distingueshed from vocational and technical skills. The integrated pattern of human behaviour that includes thrwought, speach, action and artifacts and depends upon man's capacity for learning and transmitting knowledge to succeeding generations the customary beliefs, social form and material traits of a racical, religious or social groups, cultivation of a living material in prepared nutrient media, a product of such cultivation to grow in a prepared medium, to start a culture from artificial conditions. (Webster's New Collegiate Dictionary).

ثقافت کی علمی تعریف اپنی جگہ مگر عرف عام میں کھیل تماشے کو ثقافت کا نام دیا گیا ہے اور یہی تعریف آج کی عملی زندگی میں درجہ قبولیت حاصل کئے ہوئے ہے۔ پڑھے لکھے کہلوانے والوں میں کثیر تعداد ان لوگوں کی ہے جن کے نزدیک ثقافت کی یہی تعریف معتبر ہے۔

یورپی اور غیر مسلم معاشرہ میں ثقافت؟

A civilisation is a systematic amalgamation of different ideas and cultural experiences. It is not static but dynamic. The same is the case with the Western civilisation. It is a perennial streem into which tributaries have flown from various directions down the centuries falling between the era of Greek culture and launching of the Reformation movement in Europe.

Currently, the Western civilisation may be said to be passing through the secularist phase, which overshadows everything, and has not left untouched even the approach of those who still uphold religion to be the only solution to human problems. (Siddiqui - Abdul Hameed, Main Springs of Western Civilisation)

ترجمہ۔ ''کوئی بھی تہذیب بطریق احسن ملے مختلف خیالات و مظاہر کے امتزاج سے تشکیل پاتی ہے۔ یہ جامد نہیں فعال ہوتی ہے۔ یہی صورت حال مغربی تہذیب کی ہے۔ یہ ایک دائمی چلنے والی ندی کی طرح ہے جس میں مختلف اطراف سے چھوٹی ندیاں آملیں، یونانی تہذیبی دور سے یورپ کی تحریک احیاء تک کا سفر طے کرچکی ہے۔ یورپ کی موجودہ تہذیب لادینیت

کے دور سے گذر رہی ہے جس نے ہر شے پر اپنے سائے
پھیلائے ہیں۔ یہاں تک کہ مذہب کو مسائل کا واحد حل کہنے
والوں کو بھی معاف نہیں کیا۔"

مذکورہ اقتباس کو ذہن میں رکھتے اور یورپ کی موجودہ خدا بیزار تہذیب کو اپنے سامنے رکھیں۔ یورپ جہاں مذہب چرچ میں مقید ہو کر رہ گیا ہے۔ اور معاشرہ نے اپنے تہذیبی راستے خود اپنی خواہشات کے تابع تشکیل دیئے ہیں۔ شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبالؒ نے بچشمِ سر یورپی معاشرے کو ہمہ جہت "پھلتے پھولتے" دیکھ کر فرمایا تھا۔

دیارِ مغرب کے رہنے والو! خدا کی بستی دکاں نہیں ہے
کھرا تم جسے سمجھ رہے ہو وہ آب زرِ کم عیار ہوگا!
تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا
نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیب حاضر کی
یہ صناعی مگر جھوٹے نگینوں کی ریزہ کاری ہے
(اقبالؒ مارچ 1907)

شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کی پیش گوئی تھوڑے ہی عرصہ میں پوری ہو گئی کہ آج تہذیبِ مغرب کی خودکشی پر ہر ذی شعور گواہ ہے۔ آج مغربی سماج نے اپنے تہذیبی سانچے میں اختلاطِ مرد و زن، ہم جنس پرستی کو عملی زندگی کے لازمے کے طور پر اپنا لیا ہے۔ مغرب کی ثقافتی اقدار میں شراب، جواء، ڈانس کلب فحش لٹریچر حسیناؤں کے مقابلے، نوعمر بچے بچیوں کی ڈیٹنگ کو شامل کر لیا ہے۔ مغربی معاشرہ اس پر شرمسار ہونے کی بجائے فخر کر رہا ہے اور "فخر میں" اسے جو نقصان ہوا اسے اس کا فہم و ادراک ہی

نہیں ہے یا وہ جانتے بوجھتے اسے نظر انداز کر رہا ہے۔ یورپ و امریکہ کا فکری انحطاط اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس کی تصویر بھی ملاحظہ فرمائیے۔

☆ ''یہ لٹریچر جس کی سب سے زیادہ مانگ امریکن یونیورسٹیوں میں ہے، گندگی، فحاشی اور بے ہودگی کا بدترین مجموعہ ہے جو کسی زمانہ بھی اس قدر آزادی سے پبلک میں پیش نہیں کیا گیا۔'' ☆

☆ ''تین شیطانی قوتیں ہیں جن کی تثلیث آج ہماری دنیا پر چھا گئی ہے اور یہ تینوں ایک جہنم تیار کرنے میں مشغول ہیں، اول فحش لٹریچر، دوم متحرک تصاویر اور سوم عورتوں کا گرا ہوا اخلاقی معیار جو ان کے لباس اور بسا اوقات برہنگی، مردوں کے ساتھ ان کا ہر قید سے آزاد کھلا اختلاط ہے۔'' ☆

☆ '' فرانس کے بعض اضلاع میں اور بڑے شہروں کی گھنی آبادیوں میں قریب ترین رشتوں کے درمیان، حتی کی باپ بیٹی، بھائی اور بہن کے درمیان جنسی تعلقات کا پایا جانا بھی اب کوئی شاذ و نادر واقع نہیں رہا۔'' ☆

☆ '' پچھلے 25 سالوں میں ہمیں اتنی کامیابی تو ہو چکی کہ حرامی بچہ کو قریب قریب حلالی بچہ کا ہم مرتبہ کر دیا گیا ہے۔ اب صرف اتنی کسر باقی ہے کہ صرف پہلی ہی قسم کے بچے پیدا ہوا کریں تا کہ تقابل کا سوال ہی نہ رہے۔''

(فتنہ حقوق و آزادی نسواں صفحہ 66-65 پردہ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ)

برطانیہ جس کے متعلق کبھی یہ کہا جاتا تھا کہ اس کی حکومت میں سورج غروب

نہیں ہوتا' اقدار کا قتلِ عام کرتے بتدریج اس حد تک سکڑ گئی ہے کہ آج نقشے پر برطانوی حکومت ہاتھ کی انگوٹھے تلے چھپ جاتی ہے۔ ایک برطانوی ماہر سماجیات نے اپنے تجربات میں قوموں کے عروج و زوال پر بحث کا ماحصل یوں بیان کیا ہے۔

☆''انسانیت کی پوری تاریخ میں کوئی ایک مثال بھی ایسی نہیں ملتی کہ سوسائٹی تہذیب و تمدن کی بلندی تک پہنچ گئی ہو جس کی لڑکیوں کی پرورش اور تربیت ایسے ماحول میں ہوئی ہو جس میں مرد و زن مخلوط رہے ہوں۔ تاریخ عالم میں کوئی بھی ایسی مثال نہیں ملے گی کہ وہ قوم اپنی تمدنی بلندی کو قائم رکھ سکی ہو۔ اس کے برعکس صرف وہی اقوام تہذیب کی انتہائی بلندیوں پر پہنچ سکی ہیں جنہوں نے آزادانہ مخلوط میل جول پر پابندی عائد کی''☆

Dr. J.D. Unwin "Sex and Cuture. Page 240 (c.u.)

یورپ اور امریکہ نے مرد و زن کو ہر اختلاط کے لیے آزاد' جس جدید تہذیب کو متعارف کرایا تھا اس کے ثمرات بد نے اسے شدید دھچکا لگایا۔ اس ''تہذیبی سرمائے'' نے مرد و زن سے احساس تحفظ چھین لیا' سکون و اطمینان' جو فطری ضرورت ہے' گنوا دیا۔ انسان یعنی مرد و زن صرف مشینی روبوٹ بن کر رہ گیا ہے جو محض جنس کے چکر میں گھوم رہے ہیں۔ اس سے آگے کوئی تعمیری منزل ان کے سامنے نہیں گویا یہی کلچر ہے۔ کلچر یا تہذیب و تمدن کا ایک نام ثقافت بھی ہے۔ دورِ جدید میں ثقافت کو الگ سائنس بنا کر پیش کیا جا رہا ہے اور اس ثقافت میں کھیل تماشے' رسوم و رواج کے نام پر بے شمار واہیات چیزیں داخل کر لی گئی ہیں۔ نہ کھیل تماشے صحت مند تفریح نہ ہے اور نہ ہی رسوم و رواج کی پاکیزگی دیکھنے کو ملی۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

حقیقت خرافات میں کھو گئی
یہ امت روایات میں کھو گئی

اور مغربی تہذیب کا ذکر یوں فرماتے ہیں۔

فساد قلب و نظر ہے فرنگ کی تہذیب
کہ روح اس مدینت کی رہ سکی نہ عفیف
رہے نہ روح میں پاکیزگی تو ہے ناپید
ضمیرِ پاک و خیالِ بلند و ذوقِ لطیف
تہذیبِ فرنگی ہے اگر مرگِ امومت
ہے حضرت انسان کے لیے اس کا ثمر موت

اسلامی ثقافت کیا ہے؟

اسلام' عرفِ عام میں جانے والے مذاہب کی طرح محض ایک مذہب نہیں ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے نبی آخرالزمان ﷺ کی امت تک۔ یہی اسلام انبیاء کرامؑ نے اپنی اپنی امت کو بطور دین متعارف کرایا۔ دین کے معنی عملی زندگی میں ہمہ جہت پیش آنے والے معاملات ہیں مگر انبیاءؑ کی زندگیوں میں بعض باغیوں نے اسے مذہب بنایا اور پھر اس معنوی تحریف سے ہر طرح کے جہل کو فروغ دیا۔ اسلام کا دوسرا نام قرآن ہے اور قران حکیم بھی عملی زندگی کے لیے ہمہ پہلو راہنمائی عطاء فرماتا ہے۔

دین اگر ضابطہ حیات (Code of life) ہے' جو یقیناً ہے تو اسی ضابطہ حیات میں انسان کی زندگی کے ہر شعبہ پر راہنمائی کا پایا جانا لازمی ہے۔ قرانِ حکیم اور صاحبِ قرآن حضرت محمد ﷺ نے عملی زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق بنی نوع انسان کے سامنے بالعموم اور اہل ایمان کے سامنے بالخصوص مفصل، مکمل اور مدلل انداز میں راہنمائی رکھی۔ یہ راہنما تعلیم و تربیت' جسے خود انبیاء علیہم السلام اور سرور دو عالم خاتم النبین ﷺ نے عملاً سب کو سکھایا' اصولِ حکمرانی (سیاست) اصولِ معاشرت' اصول تجارت' اصول تعلیم' اصولِ دعوت و تبلیغ کے طور پر آج بھی معتبر صورت میں ہمارے سامنے ہے۔

اسلامی ثقافت یا اسلامی کلچر میں ہر شعبہ کی ضرورت دو تین بنیادی چیزوں پر استوار کی گئی مثلاً پہلی چیز سچائی اور اخلاص ہے' دوسری حیاء اور پاکبازی ہے تو تیسری ہر

دوسرے فرد کی عزتِ نفس اور جان و مال کی حفاظت ہے۔ آپ تجارت کریں تو سچائی سے کریں، فحاشی اور بے حیائی پھیلانے والے مال کی تجارت نہ کریں۔ آپ خریدار کی عزتِ نفس مجروح نہ کریں، دھوکہ نہ دیں، ملاوٹ شدہ یا زندگی کو نقصان دینے والی اشیاء فروخت نہ کریں۔ آپ صنعتکار ہیں مگر صنعت میں مذکورہ تینوں چیزوں سے نجات مل جائے گی اور عملی زندگی نکھری ہوئی خوشگوار زندگی ہوئی۔

ثقافت کو اگر محدود معنوں میں صرف تفریحی سرگرمیوں سے آگے نہ بڑھایا جائے مثلاً کھیل کود اور خوشی کے تہوار منانا ہی ثقافت ہو تو بھی اسلام ان سے منع نہیں کرتا مگر اجازت صرف مذکورہ تین شرائط کے ساتھ ہے۔ اسلام میں کھیل کود حرام نہیں ہے، اسلام میں مزاح حرام نہیں۔ اسلامی ثقافت میں نبی اکرم ﷺ کا نہ صرف خود بلکہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ساتھ یمنی بازیگروں کا تماشا دیکھنا ثابت ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا حضرت عائشہؓ کے ساتھ مسابقت کی دوڑ لگانا ثابت ہے، نبی اکرم ﷺ کا صحابہؓ سے مزاح ثابت ہے مگر ان سب اعمال میں مذکورہ تینوں ہی باتیں نمایاں دیکھی جا سکتی ہیں۔ صحابہؓ نے اس تربیت سے فیضیاب ہونے کے سبب اسلامی ثقافت کو انہی حدود و قیود کے اندر رکھا۔ خلافت راشدہ کا تمام تر دور اس بات کی تائید کرتا ہے۔

ثقافت صرف کھیل تماشے اور دل لگی کا نام نہیں ہے ثقافت عملاً تہذیب و تمدن ہے اور اسلامی تہذیب و تمدن فرد کو گھر سے تیار کر کے افراد کی اجتماعیت میں گم کرتے گھر کے سکون و اطمینان سے معاشرتی عملی زندگی کے نکھار سے بھی بہت آگے عالمی امن تک لے جاتا ہے۔

If there is sincerity in Purpose, there is beauty in character;
If there is beauty in character, there is harmony in the home;
If there is harmony in the home, there is order in the nation;

and If there is order in the nation; there is peace in the world.

ثقافت تہذیب وتمدن یا کلچر میں فنونِ لطیفہ یا آرٹ ہی نہیں بلکہ اس میں رہن سہن' میل جول' زراعت و زرعی آلات اور عمومی سرگرمیاں شامل ہیں۔ اسلامی تہذیب و تمدن نے ہر صنعت کو اقدار کا پابند کر دیا تو یہ اسلامی کلچر' اسلامی تہذیب وتمدن یا اسلامی ثقافت کہلایا۔ مثلاً شادی بیاہ میں غیر شرعی رسومات سے بچتے اظہارِ خوشی کرنا' عیدین پر خوشی کا اظہار' بچے کی پیدائش اور عقیقہ' کھیلوں کے صحت مند مقابلے' شرعی حدود میں رہتے آرٹ اور فوٹو گرافی کرنا' صنعت وحرفت کے مخصوص انداز اپنانا' محض علاقائی لباس' کھانے' لوک کہانیاں' مخصوص طرز تعمیر یہ سب کلچر کا حصہ ہے۔ اگر ان میں سے اسلامی اقدار کو خارج کر دیا جائے تو یہی غیر اسلامی تہذیب وتمدن ہوگا۔

اسلام اپنے ماننے والوں کو نہ تو بالکل خشک اور کھردرے انسان دیکھنا چاہتا ہے اور نہ ہی انہیں مادر پدر آزادی دیتا ہے۔ اسلام کے حوالے سے پہچان رکھنے والے مسلمانوں نے جب مذکورہ اقدار کو نظر انداز کیا اور دوسرے مذہب سے ان کی رسوم و رواج کو قبول کیا تو ایک نئی ثقافت' ایک نیا کلچر اور نئی تہذیب متعارف ہوئی اور اسے مسلم ثقافت' مسلم کلچر کا نام دیا گیا حالانکہ یہ ملغوبہ کسی طرح بھی اسلام کا ترجمان نہ تھا۔

مسلم ثقافت

جیسا کہ گذشتہ سطور میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب مسلمان قرآن سے دور ہونا شروع ہوئے تو اس کے لازمی نتیجے کے طور پر گرد و پیش موجود دوسرے غیر مسلم معاشروں کا اثر قبول کرنے لگے۔ اپنے تہذیبی وَرثہ کو جب غیر مسلموں کے تہذیب و تمدن سے ملایا تو وہ ملغوبہ تیار ہوا جسے آج ہم مسلم ثقافت کے نام سے بڑے فخر کے ساتھ متعارف کراتے ہیں۔ علامہ اقبالؒ نے اس کے متعلق فرمایا تھا

اس سرابِ رنگ و بو کو گلستاں سمجھا ہے تو
آہ! اے نادان قفس کو آشیاں سمجھا ہے تو

اور

حرارت ہے بلا کی بادۂ تہذیبِ حاضر میں
بھڑک اٹھا بھبوکا بن کے مسلم کا تنِ خاکی

متحدہ ہندوستان میں مسلمان ہندوؤں کی بے ساکھی' ان کے دوسہرہ کے تہواروں سے متاثر ہوئے تو خود بھی بے ساکھی' بسنت وغیرہ منانا شروع کر دیا۔ دوسہرہ کو اسلامی رنگ دیتے نبی اکرم ﷺ کا یوم ولادت دوسہرے کے طرز پر جلوسوں کے ذریعے منانا شروع کر دیا اور یہی کچھ محرم منانے پر ہونا شروع ہوا۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ' خواجہ معین الدین اجمریؒ اور سید علی ہجویریؒ وغیرہ ہم نے کبھی کسی ہستی کا عرس اپنی زندگی میں نہ منایا تھا اصحابؓ الرسول ﷺ نے نبی اکرم کا عرس یا صحابہ کرامؓ نے خلفائے راشدین

میں سے کسی کا عرس یا آئمہ کرام امام ابوحنیفہؒ ' امام شافعیؒ امام مالکؒ امام ابن تیمیہؒ امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ ہم نے بِالیَقِین کسی کا عرس نہیں منایا مگر آج جگہ جگہ عرس ہمارا ثقافتی اور تہذیبی ورثہ قرار پاتے ہیں۔

27 رمضان المبارک 1947ء کو دنیا کے نقشے پر نئی اسلامی نظریاتی ریاست ابھری جس کے لیے قرآن وسنت سپریم لاء تھا۔ مگر قیامِ پاکستان کے بعد یہاں ایک دن بھی چمکتے سورج نے اسلامی اقدار کا راج نہ دیکھا۔ یہاں روزِ اول ہی سے مسلمان ثقافت متعارف ہونا شروع ہوگئی۔ اس مسلم ثقافت میں برطانوی' بھارتی ثقافت کو شامل کیا گیا تھا۔ پاکستانی مسلمان بڑے فخر کے ساتھ اپنی گندھارا تہذیب' ہڑپہ اور موہنجوڈرو تہذیب کا ذکر کرتے نہیں تھکتے۔ حالانکہ بحیثیت مسلمان ہمارا نہ گندھارا تہذیب سے تعلق ہے اور نہ ہی ہڑپہ یا موہنجوڈرو تہذیب سے بلکہ مسلمان کا تہذیبی وَرثہ تو بطحا اور یثرب کی وادیوں میں ہے۔ مگر ہمیں اپنے وَرثہ پر فخر نہیں ہے ہم قدامت پسندی کے طعنے کے خوف سے خاموش ہیں۔

پاکستان کے مسلمان آج جس ثقافتی وتہذیبی وَرثہ کے امین ہیں اس میں مخلوط میراتھن (مرد وزن) ریس ہے۔ ویلنٹائن ڈے یا نائٹ ہے' ہر طرح کی فحاشی سے لتھڑی بسنت ہے' پاپ اور کلاسیکل موسیقی ہے' گناہ کی ترغیب سے لبریز تھیٹر ہیں' غیر ساتر مختصر لباس ہے' جسے پہن کر خواتین زیادہ برہنہ نظر آتی ہیں' یورپی طرز بودوباش بھی ہماری ثقافت کا حصہ بنا جا رہا ہے۔ غرض جدھر نظر دوڑائیں مسلمان ثقافت انگڑائیاں لیتی دیکھی جاتی ہے اور آپ جانتے ہی ہیں کہ جب کوئی مرد وزن انگڑائی لے تو اس کے بہت سے اعضائے تن کر نمایاں ہو جاتے ہیں۔

کیا فائدہ کچھ کہہ کے بنوں اور بھی معتوب
پہلے ہی خفا مجھ سے ہیں تہذیب کے فرزند
تہذیب کا کمال شرافت کا ہے زوال
غارت گری جہاں میں ہے اقوام کی معاش! (اقبالؒ)

مذکورہ تفصیل سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ حقیقی اسلامی تہذیب وثقافت کا موجودہ دور کی مسلمان ثقافت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے دونوں میں بُعدالمشر قین ہے۔ موجودہ مسلم ثقافت ان اقدار کی قاتل ہے جنہیں اسلام ہر فرد میں دیکھنا چاہتا ہے اور جنہیں نسلاً بعد نسلاً منتقل کرنے کے لیے وہ ہر ذی شعور کو مکلّف ٹھہراتا ہے۔ بعض بنیاد پرستی کے طعنے کے خوف سے منقار زیرِ پَر نظر ہیں تو بعض اسے دَورِ فتن کا لازمی نتیجہ کہتے خاموشی میں عافیت تلاش کر لیتے ہیں۔

کیا اسلامی ثقافت خطرناک ہے؟

اب سوال سامنے آتا ہے کہ کیا اسلامی ثقافت انسانیت کے لیے خطرناک ہے یا غیر مفید ہے۔ اس سوال کا سادہ اور آسان جواب تو یہ ہے کہ جس خالق نے انسان کو تخلیق کیا' اسے جبلتوں سے بے نوازا اسی خدا نے انسان کی بہتر روزمرہ زندگی کے لیے اسے ہر شعبہ میں ہدایات سے بھی نوازا۔ ہر شعبہ کے لئے عمل کے حوالے سے حدود وقیود طے کیں۔ اور جب خالق اپنی مخلوق کے لیے راہِ عمل طے کرے تو وہ پُرخطر اور غیر مفید کیسے ہوسکتی ہے۔ وہ راہ تو انسانیت کے لیے سراپا رحمت ہوگی۔ ماضی کے ساڑھے چودہ سو سال میں یہ بات عملاً ثابت بھی ہو چکی ہے۔ خدشات یا واویلا مچانے والا طبقہ وہ ہے جو اپنی فطرت کا باغی ہے اور ابلیس کا غلام ہے۔

ترکانِ ''جفا پیشہ'' کے پنجے سے نکل
بیچارے ہیں تہذیب کے پھندے میں گرفتار
کہاں فرشتۂ تہذیب کی ضرورت ہے
نہیں زمانۂ حاضر کو اس میں دشواری (اقبالؒ)

اسلام مسلمہ طور پر دینِ رحمت ہے۔ دینِ رحمت سے کسی کو نقصان پہنچے' انسانی تاریخ آج تک ایسی کوئی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے ہاں البتہ ایسی بے شمار مثالیں تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہیں۔ جہاں اسلام کے دامنِ رحمت کو غیر مسلموں نے سراہا اور اس کے دامنِ رحمت میں سکھ' سکون' خوشحالی اور تحفظ جیسی نعمتوں سے فیضیاب

ہوئے۔ مثال ٹی ڈبلیو آرنلڈ کی پریچنگ آف اسلام دیکھئے۔

☆ ''جب اسلامی لشکر اردن کی وادی میں پہنچا اور ابوعبیدہؓ نے فحل کے مقام پر خیمے لگائے تو ملک کے عیسائی باشندوں نے عربوں کو لکھا کہ اے مسلمانوں! ہم تمہیں رومیوں پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ ہمارے ہم مذہب ہیں کیونکہ تم ہمارے ساتھ عہد و پیان کی زیادہ پابندی کرتے ہو اور نرمی کا برتاؤ کرتے ہو'' ☆

☆ ''جب ہرقل کی فوج حمص کے قریب آئی تو شہر والوں نے فصیل کے دروازے بند کر لیے اور مسلمانوں سے کہا کہ ہم تمہاری حکومت اور تمہارے انصاف کو رومیوں پر ترجیح دیتے ہیں کہ رومیوں کی بے انصافی اور ظلم کے مقابلے میں تم ہر طرح بہتر ہو'' ☆ (ٹی ڈبلیو آرنلڈ' پریچنگ آف اسلام صفحہ59,58)

اسلامی تہذیب وثقافت کا یورپ پر احسان:

اسے ہم علامہ اقبالؒ کی زبان سے آپ کے سامنے رکھتے ہیں۔

☆ ''لہذا پہلی بات جو اس بحث میں' کہ اسلامی ثقافت کی حقیقی روح کیا ہے' ہمارے سامنے آتی ہے' محسوس اور متناہی پر اس کی وہ توجہ ہے جو اس نے علم وحکمت کی جستجو میں کی یہی وجہ ہے کہ اگر مسلمانوں میں منہاجِ تجربی وضع ہوا تو حکمتِ یونان سے کسی مفاہمت کی بناء پر نہیں بلکہ اس سے مسلسل ذہنی تصادم اور کشاکش کے بعد'' ☆

☆ ''اسلامی تہذیب وثقافت کا مطالعہ کیجئے تو ہم دیکھتے ہیں کہ فکر محض ہو یا نفسیاتِ مذہب' یعنی تصوف کے مدارجِ عالیہ' دونوں کا نصب العین یہ رہا کہ لا متناہی سے لطف اندوز ہوں بلکہ اس پر قابو حاصل کریں۔ یہاں یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ جس تہذیب وثقافت کی یہ روش ہو گی اس کے لیے زمان ومکان کا مسئلہ زندگی اور موت کا مسئلہ بن جائے گا'' ☆

ثقافت وتہذیب اسلامی پر اپنا نقطہ نظر بیان کرنے کے بعد فلسفی شاعرؒ جدید دنیا اور بالخصوص مغرب پر اس کے احسانات بتاتے ہیں۔

☆ ''سب سے بڑی خدمت جو عربی تہذیب وثقافت نے جدید

دنیا کی کی ہے وہ سائنس ہے گو اس کے ثمرات بہت آگے چل کر ظاہر ہوئے۔ یہ عفریت اپنی پوری شان اور قوت سے نمودار ہوا تو اس وقت جب اسلامی اندلس تاریخ کے پردوں میں چھپ چکا تھا لیکن یہ صرف سائنس ہی نہیں جس سے یورپ کے اندر زندگی کی ایک نئی لہر دوڑ گئی اسلامی تہذیب و تمدن کے اور بھی متعدد اور گونا گوں اثرات ہیں جن سے یورپ میں پہلے پہل زندگی نے آب و تاب حاصل کی'' ☆

☆ '' پھر اگرچہ مغربی تہذیب کا کوئی پہلو نہیں جس سے اسلامی تہذیب و ثقافت کے فیصلہ کن اثرات کا پتہ نہ چلے لیکن اس کا سب سے بڑا اور روشن ثبوت اس طاقت کے ظہور سے ملتا ہے جو عصرِ حاضر کی مستقل اور نمایاں ترین قوت اور اس کے غلبے اور کارفرمائی کا سب سے بڑا سرچشمہ ہے ہمارا مطلب ہے علوم طبیعہ اور روح علم کے ظہور سے'' ☆

(اقبال، تشکیل جدید الہیات اسلامیہ صفحہ 200-201)

تہذیب و تمدن کے لیے حقیقی بنیادیں مذہب فراہم کرتا ہے۔ اقدار کی قدر و قیمت مذہب مقرر کرتا ہے مگر یورپ نے مذہب کو طلاق دے کر عملی زندگی سے خارج کر دیا خصوصاً تحریک نشاۃِ جدیدہ کے اثرات نے۔ مذہب انسان کا شخصی مسئلہ قرار پایا جسے عملی زندگی کے معاملات میں مذہب کو ساتھ ملانا ترقی کی راہ میں زبردست رکاوٹ ہے۔ یوں یورپ مذہب بیزار معاشرہ بنتا چلا گیا۔ ہر شعبہ زندگی میں کاروبار، مادر پدر آزاد راہوں پر چل نکلا۔ اقدار، تجارت و سیاست اور سماجی و معاشرتی زندگی میں منہ

چھپانے پر مجبور کر دی گئیں۔ اخلاقی گراوٹ کا یہ حال کہ ایوان نمائندگان نے ہم جنس پرستی کو باضابطہ تسلیم کرتے قانونی شکل دے دی۔ ملکہ برطانیہ نے اس مسودہ قانون پر دستخط کر کے اسے قوم کی ''امنگوں کی تکمیل'' ثابت کر دیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مذکورہ صورت حال کے برعکس اسلام کے نظام تہذیب وتمدن نے مکمل تفصیل کے ساتھ اقوام مغرب کو بتایا کہ۔

" Islam draws no line of demarcation between secularism and religion. There are rules, not only for manners and hygiene, marrage and divorce, prayer and devotion and the treatment of childern, slaves and animals, but also for commerce and politics , interest and debts, contracts and wills, industry and finance, crime and punishment, war and peace, and for the highest spiritual and ethical endeavoures. This has been done to maintion the unity of outlook in life. Islam not only lights up morality and supplies the emotion and inspiration needed for carrying the sage along the narrow path of heaven, but also expresses itself in the fields of economics and politics, in science and arts, in manner and norms" (Muhammad Asad, "Arfat" Vol:1 No:2, Page 48 ---- main springs of western civilisation P:13, Abdul Hameed siddique)

ترجمہ ☆ ''اسلام مذہب اور لادینیت کے مابین حد بندی نہیں کرتا۔ اسلام میں صرف صحت و صفائی اور اَدب آداب کے ضابطے ہی نہیں ہیں یا شادی بیاہ، عبادات یا بچوں، غلاموں اور حیوانوں سے حسنِ سلوک کی تاکید نہیں ہے بلکہ اس میں تجارت و

سیاست، سود و قرض، معاہدے، صنعت و مالیات، جرم و سزا، امن و
جنگ اور اعلیٰ ترین اخلاقی ضوابط بھی طے شدہ ہیں۔ یہ عملی زندگی
میں یک جہتی کی فضا پیدا کرنے کے لیے ہیں۔ اسلام صرف
اخلاق پر زور ہی نہیں دیتا اور جنت میں جانے کے لیے جذبوں کو
نہیں ابھارتا بلکہ مالیاتی امور، سیاست سائنس اور آرٹ میں ہمہ
پہلو راہنمائی بھی دیتا ہے'' ☆

مغرب کے تہذیب وتمدن کے سامنے اسلام نے اپنی نکھری تعلیم پیش کر کے اس پر احسان عظیم کیا۔ اب یہ مغرب کی بصیرت پر منحصر تھا کہ وہ اس سرچشمۂ فیض سے فیضیاب ہوتی مگر یہ اس کا مقدر نہ بن سکا کہ اس پر زندگی کی رنگینیوں نے گھٹا ٹوپ سائے پھیلا رکھے تھے جو دن بدن بڑھتے رہے جسے ہر ذی ہوش بچشمِ سر دیکھتا آ رہا ہے۔ یہ مذہب کو عملی زندگی سے دور رکھنے کا شاخسانہ ہے۔

مغرب کو اسلامی تہذیب وتمدن سے خطرہ کیوں؟

دنیا میں ہر دور کا سب سے بڑا فتنہ ہم عصریت کا رہا ہے اور وہ فرد سے معاشرے تک یا قوم سے اقوام تک ہر جگہ عملاً کارفرما دیکھا گیا۔ اس فتنہ میں مذہب سے تعلق رکھنے والے اور لادین عناصر برابر کے شریک رہے۔ مذہبی چپقلش ہو یا سیاسی یا کسی ملک کے خلاف جارحیت ہو اس کی تہہ میں آپ کو ایک ہی خواہش کارفرما ملے گی اور وہ خواہش ہو کہ ''میرے دیئے کی لو اونچی ہو'' ''میری گردن اونچی نظر آئے'' گرد و پیش میری چودھراہٹ تسلیم کر لی جائے وغیرہ وغیرہ۔ جب کسی فرد کو کسی دوسرے فرد سے کسی معاشرے کو کسی دوسرے معاشرے سے یا کسی قوم کو کسی ملک کو کسی دوسری قوم یا ملک کے متعلق یہ شبہ ہو جائے کہ دوسرا مجھ سے آگے بڑھنا چاہتا ہے تو اکثر اوقات وہ اپنی قوت بڑھانے کی بجائے فریق مخالف کی ٹانگ کھینچنا آسان سمجھتا ہے اور اس پر پل پڑتا ہے۔ بہت سی جنگیں اسی طرح لاکھوں جانوں کو چاٹ گئیں۔ انفرادی سطح پر بے شمار لوگ اسی بنیاد پر اپنا ایمان تک داؤ پر لگا کر خالی ہاتھ رخصت ہو گئے۔

اسلام تو حضرت آدم علیہ السلام سے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے آیا تھا مگر ہر نبی کی امت نے اس سے استفادہ نہ کیا ماسوائے گنتی کے لوگوں کے اور یوں فرقے اور مذاہب بنتے چلے گئے۔ آخری دور کے لیے کتاب ہدایت کے ساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خاتم النبیین کے مرتبہ جلیلہ پر فائز فرمایا اور بنی نوع انسان تک رشد و ہدایت پہنچانا آپ کی ذمہ داری ٹھہرا جسے آپ ﷺ نے بخوبی نبھایا مگر اس دین رحمت

کے پہلے دشمن مشرکین مکہ تھے تو دوسرے بدترین سازشی دشمن یہود تھے۔ مسیحت میں دشمنی کے جراثیم کو تقویت یہود نے دی اور دن بدن اس خلیج کو وسیع کیا۔

ہادی برحق ﷺ کے ذریعے اسلام کا مکمل و مدلل آخری ایڈیشن جب انسانیت کے سامنے آیا تو عقلِ سلیم رکھنے والے افراد نے اس پیغامِ ربانی پر لبیک کہا کہ بعض اس کے دوست بنے تو بعض دشمنی پر اتر آئے۔ یہود رسول ﷺ کی بعثت کے ساتھ ہی دشمنی اور سازشوں پر اتر آئے۔ ان کا مسلمہ سازشی ہونا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت سے ہی ثابت ہے۔ سازشی ایسے کہ انہوں نے ماضی کے ہر دور میں دوسرے مذاہب سے اپنے مہرے تلاش کر کے انہیں آگے بڑھایا اور خود پس پردہ رہے مثلاً پہلی اور دوسری جنگ عظیم انہی کے شر کا نتیجہ تھی مگر دونوں جنگوں میں ان کا کہیں نام نہیں آیا۔ انقلابِ روس اور انقلابِ فرانس ان کی منصوبہ بندی کا ثمر تھے اور ان کا کہیں نام نہ لیا گیا۔

یہود نے نصاریٰ کو بڑے سائنٹیفک انداز میں اپنا غلام بنایا اور انہیں یہ باور کرایا کہ تمہارے دین کو، تمہاری تہذیب کو بلکہ تمہارے وجود کو اگر حقیقی خطرہ ہے تو صرف اور صرف اسلام سے ہے لہذا تمہارا پہلا ہدف اسلام اور مسلمان ہونے چاہئیں۔ نصاریٰ نے اس بات کو پلے باندھ لیا اور پھر دشمن کے دشمن کو تلاش کرتے ہندو تک رسائی حاصل کی یوں یہودی کی سوچ، نصاریٰ و ہنود کی معاونت والی مثلث نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مورچہ قائم کر لیا جہاں سے مسلسل سنگ باری جاری ہے۔ ہم نے اوپر جس سائنٹیفک انداز کا ذکر کیا ہے اس کی مثال آپ کے سامنے رکھتے ہیں یعنی ملت کفر کو اس کی ہمہ جہت کمزوری کا کس طرح یقین دلایا گیا ہے۔

(ملت کفر سے مراد مغرب ہے)

		1900ء	1993ء
☆علاقہ:	ملت کفر	20290 ہزار مربعہ میل	12,711 ہزار مربعہ میل
	مسلمان	3592 ہزار مربعہ میل	11054 ہزار مربعہ میل
☆فی صد شرح:	ملت کفر	38.7%	24.2%
	مسلمان	6.8%	21.1%.
☆آبادی:	مغرب	44.3% (دنیا کی آبادی)	13.1% (1995 میں) اور 10.1% (2025 میں)
	مسلمان	4.2%	15.91% (") 19.21%
☆معیشت	مغرب	64.1% (1950ء میں)	48.9% (1992)
	مسلمان	2.9% (1950ء میں)	11.0% (1992)
☆حربی قوت	مغرب	43.7%	21.1% (1991)
	مسلمان	16.7%	20.0 % (1991)

(Source-Samuel P. Huntingtion, "Clash of civilizations: pages, 84,85,86)

ہنٹنگٹن کا یہ بھی کہنا ہے کہ تہذیب ہی دراصل اصل قوت کا سر چشمہ ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

> "The distribution of cultures in the world reflects the distribution of power. Trade may or may not follow the flag, but culture almost always follows power. Throughout history the expansion of the power of the civilization has usually accourred simultaneously with the flowering of its culture and has almost always involved its using that power to extend its values, practices and institutions to other societies. A universal civilization requires universal power..,,"

☆ دنیا میں تہذیبوں کی تقسیم دراصل طاقت کی تقسیم ظاہر کرتی ہے۔ تجارت تہذیبی علم کا اظہار کرے یا نہ کرے مگر تہذیب اس

طاقت کا اظہار کرتی ہے۔ تاریخ کے ہر دور میں تہذیبی قوت کا
پھیلاؤ تہذیب کے برگ و بار لانے پر منحصر رہا ہے۔ اور اسی
طاقت نے اقدار و عمل، اداروں اور معاشروں کو توانا کیا ہے۔
آفاقی تہذیب کو آفاقی طاقت کی ضرورت ہے۔

(P.Huntington, Clash of civilizations-P91)

''آفاقی اور عالمگیر تہذیب کو آفاقی اور عالمگیر قوت درکار ہے'' یہود و نصاریٰ نے یہ جان لینے کے بعد کہ فی الواقع یہ قوت اسلام کے پاس ہے' اسلامی تہذیب و ثقافت ہی عالمگیریت کا مرتبہ رکھنے کی اہل ہے اور بے عمل مسلمان کسی بھی لمحے کروٹ لے کر دوسری تہذیبوں پر اپنی تہذیب کی برتری ثابت کر سکتے ہیں' اپنے لیے خطرہ محسوس کرنا شروع کر دیا خصوصاً اس لیے بھی مغرب کی اپنی تہذیب نے بقول شاعر مشرق ''اپنے ہی خنجر سے خودکشی'' کر لی ہے۔

"Western power in the form of Europian colonialism in the nineteenth century extended western culture and American hagemony in the twentieth century extended western culture throughout much of the contemporary world. Europian colonialism is over, American hayemony is receding..."

مغرب نے اپنی طاقت کو نو آبادیاتی نظام کے ذریعے انیسویں
صدی میں پھیلایا جبکہ امریکی چودھراہٹ نے مغربی تہذیب کو
بیسویں صدی میں ہم عصر زمانے کے اندر گرد و پیش پھیلایا۔
یورپ کا نو آبادیاتی نظام ختم ہو گیا اور امریکی چودھراہٹ بھی
انحطاط پذیر ہے'' ☆ (Clash of Civilizations Page-91)

اسلام اور مغرب کے حوالے سے ''تہذیبوں کے تصادم'' کا مصنف صورت

حال کی وضاحت یوں بھی کرتا ہے"۔ ("مسلم انتہا پسندوں" میں افغانستان کی مثال سامنے ہے)

"Some westerners, including president Bill Clinton, have argued that the west does not have problems with Islam but only with violent Islamist extremists. Fourteen hundred years of history demonstrates otherwise. The relations between Islam an Christianty, both orthodox and western, have been stormy......"

☆" چند مغربی دانشور بشمول امریکی صدر بل کلنٹن یہ رائے رکھتے ہیں کہ مغرب کو اسلام کے حوالے سے تو کوئی شکوہ نہیں البتہ انتہا پسند، شدت پسند مسلمان ہیں جو مسئلہ بنتے ہیں۔ چودہ سو سالہ تاریخ اس (مفروضے) کے برعکس ہے۔ اسلام اور عیسائیت کے مابین تعلقات، قدامت پسندوں سے ہوں یا مغرب زدگان سے ہمیشہ سے تلخ رہے ہیں....." ☆

(S.P. Huntington, Clesh of Civilizations, Page-209)

یہ ہیں وہ تجزیے جن کی بنیاد پر ملتِ کفر کو ملتِ مُسلمہ سے خطرات کا سامنا ہے۔ انہی خطرات سے مستقل نجات کی خاطر یہودی موساد نے امریکی سی آئی اے اور ایف بی آئی کے اشتراکِ عمل سے 11 ستمبر کو ورلڈ ٹریڈ سنٹر تباہ کر کے مسلمانوں کے خلاف صلیبی جنگ کا جواز پیدا کیا۔ گلوبل میڈیا چونکہ یہود کے قبضہ قدرت میں ہے اور وہ گوئبلز کے اس فارمولے پر ایمان رکھتے ہیں کہ "جھوٹ کو اتنا دہراؤ کہ سننے والے سچ مان لیں"۔ ورلڈ ٹریڈ ٹاورز ابھی مکمل تباہ نہ ہوئے تھے کہ مسلمان دہشت گردوں کی فہرست جاری کرتے ہوئے اسے اسامہ بن لادن اور نام نہاد القاعدہ کے کھاتے میں

ڈال دیا گیا اور ابھی ٹوئن ٹاورز کی راکھ سے دھواں اٹھ رہا تھا کہ اسامہ بن لادن کا اقبالی بیان بھی نشر کیا جانے لگا۔ یورپی فرانسیسی تجزیہ نگاروں نے اسے امریکہ کا خود ساختہ آپریشن ثابت کیا ہے مگر ''مردوں کی ایک زبان'' کے مصداق امریکہ اسے القاعدہ کے کھاتے میں ڈال رہا ہے اور مسلمان کہلوانے والے امریکی غلاموں نے بھی انہی سروں کو بلند کرنا شروع کر رکھا ہے۔

بعض دانشوروں کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اسلام اور مغرب کے مابین مکالمہ ساری ''غلط فہمیاں'' دور کر دیگا اور اسلام اور مغرب باہم شیر وشکر ہو جائیں گے۔ ہمارا نقطۂ نظر اس کے برعکس ہے۔ آپ سوتے کو تو جگا سکتے ہیں مگر جاگتا آنکھیں بند کر لے تو کوئی آواز' کوئی جھنجھوڑنا اسے نہیں جگا سکتا۔ مغرب کو اسلام کے متعلق کوئی بھول نہ کبھی پہلے تھی اور نہ آج ہے۔ مغرب بیشتر مسلمان حکمرانوں' دانشوروں سے بڑھ کر اسلام سے واقف ہے۔ وہ اپنے اکثر لوگوں کا تعارف ہی اس طرح کرواتے ہیں کہ یہ اسلام اور قرآن پر ''اتھارٹی'' ہیں۔ لہذا یہ سوچ ہی عبث ہے۔

پیشتر اس کے کہ ہم اسلامی ثقافت پرؔ یہود کے حملوں پرؔ بات کریں۔ ہمیں یہود کی مسلم دشمنی اور طریقہ واردات کو سمجھ لینا چاہیئے۔ جب ہم مغرب اور اسلام کے درمیان کشمکش کا جائزہ لیتے ہیں۔ تو سوال کرنے والا کوئی بھی شخص یہ کہہ سکتا ہے اسلام اور مغرب کی اس محاربت میں یہودی کہاں سے آگئے اور بلاوجہ انہیں الزام دنیا انصاف وشرافت کی توہین ہے امریکہ ہو یا یورپ دونوں پنجہ یہود میں ہیں جس کے لیے خود علامہ اقبالؒ عرصہ پہلے فرما چکے ہیں کہ ''یورپ کی رگِ جاں پنجۂ یہود میں ہے'' یہ بات مسلمہ طور۔ پر ریکارڈ پر ہے کہ امریکہ کے 18 صدر اور برطانیہ کی ملکہ یہودی تنظیم کے ممبر اور سرپرست رہے ہیں سرپرست بلاوجہ تو نہیں ہوتے۔ سونے کے ان مالکوں نے اپنی

گہری سازشوں سے ان سب کو شیشے میں اتارا ہے۔ موجودہ امریکی صدر یہودی دہشت گرد تنظیم ''الیمینٹی'' کا ممبر ہے۔

قرآن اور یہود ونصاریٰ

روئے زمین پر اس وقت سب سے بڑھ کر مسلّمہ ومصدّقہ آفاقی ہدایت قرآنِ حکیم کی صورت میں موجود ہے۔ قرانِ کریم خالق کا کلام ہے۔ خالق، جس نے حضرت آدم علیہ السلام سے آج تک کی مخلوق پیدا کی اور ہر دور کی مخلوق کے لیے ہدایت کا سامان انبیاء علیہم السلام کے ذریعے فرمایا۔ خالق، جسے اپنی مخلوق سے پیار ہے اور سب کے لئے ارحم الراحمین ہے، سب کا پرورش کنندہ ہے۔ خالق جو یہود ونصاریٰ اور ہنود کا بھی خالق ہے، مسلمان کا بھی خالق ہے۔ خالق، جو اپنی مخلوق کے سینوں میں چھپے خیالات اور ظاہر و باطن کے اعمال سے بخوبی آگاہ ہے۔ جب خالق اپنی مخلوق میں سے بعض کے متعلق بعض کو آگاہی دے۔ متنبہہ فرمائے تو کان نہ دھرنے والا احمق کہلائے گا۔ خالق کے یہ فرامین قرانِ حکیم میں کئی جگہوں پر مختلف اسالیب کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔ نمونۃً ملاحظہ فرمایئے:۔

☆ وقالت الهیود لیست النصری علی شیئ و قالت النصری لیست الهیود علی شیء... (البقره ۱۱۳)

یہودی کہتے ہیں کہ عیسائی رستے پر نہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ یہودی رستے پر نہیں..........۔

☆ یہود ونصاریٰ کے خبث باطن کی انتہا:۔

ولن ترضی عنک الهیود ولا النصری حتی تتبع

ملتھم...... (ابلقرہ ۱۲۰)

اور نہ تم سے یہودی کبھی خوش ہونگے اور نہ عیسائی حتیٰ کہ تم ان کا مذہب اختیار کرلو.................

☆ یہود و نصاریٰ میں احساس برتری کا سبب:-

وقالت الیھودو النصری نحن ابنو اللہ واحباوہ...... (المائدہ۱۸)

اور یہود نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم خدا کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں.................

یہود و نصاریٰ کے مذکورہ رویوں اور عمومی زندگی کی چالبازیوں کو حقیقی تہہ تک جاننے والا خالق مسلمانوں سے مخاطب ہے۔

☆ یا ایھا الذین امنو الا تتخذو الیھود و النصری اولیآء بعضھم اولیاء بعض ومن یتولھم منکم فانہ منھم ان اللہ لا یھدی القوم الظلمینo (المائدہ ۵۱)

اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو شخص (یا جو قوم) تم میں سے ان کو دوست بنائے گا وہ بھی انہیں میں سے ہوگا۔ بے شک خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

☆ یہود کے متعلق خالق کا فیصلہ کسی سطحی سوچ کا فیصلہ نہیں بلکہ ان احسان فراموشوں کے مستقل رویہ کے سبب ہے۔

"وقالت الیھود ید اللہ مغلولہ............ (المائدہ ۶۴)

اور یہود کہتے ہیں کہ خدا کا ہاتھ گردن سے بندھا ہوا ہے (یعنی اللہ بخیل ہے)..........

مسلمان کے سب سے بڑے دشمن کی خود خالق نشاندہی فرمائے تو اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی اور مخلوق خالق کی رہبری سے منہ پھیرے تو اس کی مدد و نصرت سے محرومی مقدر بنتی ہے۔

"لتجدن اشد الناس عداوة للذين امنوا اليهود والذين اشركوا ولتجدن اقربهم مودة للذين امنو الذين قالو انا نصریٰ......(المائدہ۸۲)

اے پیغمبر تم دیکھو گے کہ مومنوں کے ساتھ سب سے زیادہ دشمنی کرنے والے یہودی اور مشرک ہیں اور دوستی کے لحاظ سے مومنوں سے قریب تر ان لوگوں کو پاؤ گے جو کہتے ہیں ہم نصاری ہیں۔

یہود کی مذہبی دشمنی:

قرآنِ کریم سے پیش کردہ آیات سے عام قاری ایک الجھن میں مبتلا ہوسکتا ہے کہ ایک آیت دونوں کو ایک دوسرے کا مدِّ مقابل ثابت کر رہی ہے۔ دونوں ایک دوسری کی نفی کر رہے ہیں تو دوسری آیت میں دونوں باہم ملے دشمن ثابت کئے جا رہے ہیں اور تیسرے آیت میں نصاریٰ کے لیے فرمایا جا رہا ہے کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ نسبتاً بہتر دوستی رکھتے ہیں۔ تینوں باتیں ہی اپنی جگہ درست ہیں۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ مکار وعیار یہودی مالی طور پر جس قدر دنیا بھر میں مضبوط ہیں عددی طور پر اسی قدر کمزور ہیں کہ آج دنیا میں عددی برتری کے بغیر حاکمیت کا تصور نہیں ہے۔ اس نقطہ نظر سے یہود کی مجبوری ہے کہ مسلمانوں کے خلاف وہ نصاریٰ اور ہنود کو ساتھ ملائیں بلکہ انہیں ہراول میں رکھیں اور خود پیچھے رہ کر ڈور ہلاتے رہیں یا شکار کرتے رہیں۔

سونے کے زور پر پہلے متعلقہ افراد و اقوام کے قلب و ذہن سے مذہب کا کھرچنا بہت ضروری ہے کہ مذہب انسان کو گمراہی اور ضمیر فروشی سے باز رکھتا ہے جبکہ مذہب سے دور رہنے والا شخص سونے کی چمک کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا۔ مثلاً

".... This is the reason why it is indispensible for us to undermine all faith, to tear out of the GOYIM (non-jews) the very principle of God-head and the spirit, and to put in its place arithmatical calculations and material needs" (Protocals, 4:2)

''یہی وجہ ہے کہ ہمارے لئے یہ لازم ہو گیا ہے کہ ہم غیر یہود

(گوئم) کے تصور خدا کی روح کی دھجیاں بکھیر کر اس کی جگہ کچھ مادی فوائد اور حسابی قاعدے لے آئیں"

".... When the time comes finally to destroy the papal court the finger of an invisible hand will point out the nations towards this court." (Protocals 17:5)

"جونہی پاپائیت/مولویت کو برباد کرنے کا طے شدہ لمحہ آئے گا" ایک نادیدہ ہاتھ ہر قوم کی طرف بڑھ کر اسے ہمارے قدموں میں دھکیل دے گا"

یہود نے امریکہ فتح کیا

مذکور' اقتباسات کی روشنی میں اب ہم پہلے مغرب خصوصاً امریکہ سے روحانیت پر ضرب شدید لگاتے' سونے اور اقتدار کی زنجیروں میں اسے جکڑتے اور اپنا زرخرید غلام بناتے آپ کو دکھاتے ہیں۔ تاکہ آپ اندازہ کر سکیں کہ خشکی کا یہ اکٹوپس کس قدر خطرناک ہے۔

☆ ''آئزن ہاور انتظامیہ کو چھوڑ کر جس نے تقریباً جراً ہی اسرائیل سے جزیرہ نما سینائی خالی کرایا' جس پر اس نے 1956 کی جنگ میں قبضہ کیا تھا تمام امریکن صدور اور اس سے بھی زیادہ حد تک سینیٹرز اور کانگرس ممبران کو ایسے مستقل دباؤ کا سامنا کرنا پڑا جسے ہم اسرائیلی لابی کے نام سے پہچانتے ہیں'' ☆ (صفحہ 154)

☆ '' AIPAC کے تھامس ڈائن نے کینیڈا کے سامعین کے سامنے کہا ''امریکہ کے سارے یہودی' اس ساحل سے اس ساحل تک پرسی کو ہٹانے پر متحدہ ہو چکے ہیں۔ چنانچہ ان تمام امریکی سیاستدانوں کو جو اس وقت عوامی عہدوں پر ہیں اور آئیندہ بھی ان پر رہنے کے خواہشمند ہیں ایک سبق مل چکا ہے'' ☆ (صفحہ 162)

☆ '' گذشتہ شب ہی کینیڈی نے نیویارک کے متمول اور ممتاز یہودیوں کے الگ گروپ کے ساتھ ڈنر کیا تھا۔ اس شام کے ایک

واقعہ پر اسے گہری تشویش لاحق تھی۔ برٹ لیٹ Bartlett کو یہ بتلاتے ہوئے اس نے کہا کہ یہ بڑا حیران کن تجربہ ہے اس نے بغیر نام لئے کہ پارٹی میں شریک ایک شخص نے کہا کہ وہ جانتا ہے کہ کینیڈی کی انتخابی مہم مالی دشواریوں سے دوچار ہے اور وہ اس گروپ کی طرف سے معتدبہ مالی امداد کی پیش کش کرتا ہے بشرطیکہ کینیڈی بطور صدر اگلے چار سال کے دوران انہیں مشرق وسطیٰ کی پالیسی پر اجارہ داری دے" ☆ (صفحہ 163) (اسی گروہ نے کینیڈی کو اجارہ داری نہ دینے پر قتل کیا تھا)

☆" جانسن کا جانشین رچرڈ ایم نکسن کو بغیر کسی یہودی امداد کے برسر اقتدار آیا تھا لیکن اپنی ٹرم میں اس نے اسرائیل کی اس قدر زیادہ امداد کی کہ 1972ء کے دوسرے انتخابات کے دوران اسرائلی سفیر Yutzhak Rasi نے کھلے عام اس کے حق میں مہم چلائی فیکسن نے 35 فیصد ووٹ لئے۔ 72 میں' جو کہ چار سال پیشتر کے مقابلہ میں 20 فیصد زیادہ تھے" ☆

(صفحہ 172) (شکنجۂ یہود ترجمہ سعید روی۔ Pal Findly "They dare tqs-peaks out")

اسلامی کلچر پنجہ یہود میں

ہم آغاز میں اسلامی کلچر پر اختصار سے بات کر چکے ہیں کہ یہ فی الواقعہ قرآن وسنت پر استوار عملی زندگی کے ہر شعبہ کا دوسرا نام ہے۔ اسے ہی تہذیب وتمدن اور ثقافت کا نام دیا گیا ہے۔ بعض نے اس ثقافت کو' اگرچہ یہ اصطلاح کل کی پیداوار ہے' زندگی کی ''رنگینیوں'' سے تعبیر کیا' یعنی کھیل تماشا' آرٹ بشمول مجسمہ سازی اور فنکاری وغیرہ مگر عملاً یہ غلط تشریح ہے یا اسے مغربی ثقافت کہا جا سکتا ہے۔ اسلام سے ایسی مادر پدر آزاد ثقافت کا دور سے بھی واسطہ نہیں ہے۔ اسلامی ثقافت پر یہود ونصاریٰ نے ہمہ جہت یلغار کی ہے مثلاً۔

دینی مدارس:

قرآن وسنت کی عملی تعبیر وتشریح کے ذمہ دار ماضی کے ساڑھے چودہ سو سال سے' یہ دینی مدارس اپنا فرض نبھاتے چلے آ رہے ہیں۔ یہود ونصاریٰ نے ماضی میں دینی مدارس کی منزل کھوٹی کرنے کی بار ہا سازش کی' کئی رنگ گرگٹ کی طرح بدلے' کبھی اپنے تیار کردہ ''علما'' کو علما کی صفوں میں گھسایا اور علمی اختلاف رائے کو فرقہ واریت کی شکل میں آگے بڑھایا تو کبھی مرزا غلام احمد قادیانی اور اسلم جیراج پوری کی پیٹھ ٹھونک کر جہاد جیسے فرض اور حجیتِ حدیث پر کاری ضرب لگائی جسے علمائے حق نے بہر حال سنبھال لیا یہ کشمکش ختم نہیں ہوئی کہ فتنۂ گوہر شاہی کھڑا ہو گیا جسے یہود ونصاریٰ نے قادیانیت سے بھی بڑھ چڑھ کر مالی اور ابلاغی سہارا دیا ''ناسا'' کی تحقیق کے نام پر کہ

سورج' چاند اور حجر اسود میں بدبخت گوہر شاہی کی شکل نظر آتی ہے بے شمار مسلمانوں کو مرتد کیا ہے۔

11 ستمبر 2001ء ورلڈ ٹریڈ سنٹر کو یہود و نصاریٰ نے اسی مقصد کے لیے تباہ کیا کہ اس کو بہانہ بنا کر اسلام کے خلاف فائنل راؤنڈ کھیل لیا جائے۔ کہا جانے لگا کہ امریکہ اور انسانیت کو دہشتگردی سے خطرہ ہے۔ دہشت گرد مسلمان ہیں اور دینی مدارس ان دہشت گردوں کی نرسریاں ہیں' پناہ گاہیں ہیں۔ آغاز اس خوبصورت خواہش سے کیا گیا کہ دینی مدارس کا نصاب بنیاد پرستی پر مبنی ہے اس میں دینوی تعلیم کا پیوند لگا کر اسے ''قومی دھارے'' میں لانا ضروری ہے کہ مسجد و مدرسہ سے فارغ ہونے والا ملا' مسٹر کی خصوصیات کا حامل ہو یعنی آدھا تیتر آدھا بٹیر' نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔ اس کے ساتھ ساتھ تمام دینی مدارس رجسٹرڈ کئے جائیں اور مالیاتی گوشوارے حکومت کے پاس جمع ہوں تا کہ حکومت دینی اداروں کی مالی امداد کرنے والوں تک پہنچ کر اپنے مخصوص ہتھکنڈوں سے انہیں اس قدر زچ کر دے کہ مدارس کے لیے فنڈز کی عدم دستیابی کے سبب ان کے لیے اپنا وجود قائم رکھنا مشکل ہو جائے۔

رجسٹریشن کے بعد امریکہ' برطانیہ سے ''فروغ دین'' کے لیے آئی خطیر امداد ان دینی مدارس کو حکومت اور این جی او مافیا کے ذریعے مہیا کی جائے کہ یہ جس کا کھائیں اسی کا گائیں۔ منہ کھائے گا تو آنکھ یقیناً شرمائے گی' یوں یہ دینی مدارس اپنی حقیقت کی نفی کرتے سرکار کے سامنے سرنگوں ہونگے' اس سرکار کے سامنے جو خود امریکہ و برطانیہ کے سامنے سرنگوں ہے۔ عربی کا مقولہ ہے کہ ''تحفہ ایک دروازے سے داخل ہوتا ہے تو عدل دوسرے دروازے سے باہر نکل جاتا ہے'' یہی کچھ دینی مدارس کے ساتھ کیا جا رہا ہے کہ ایک طرف سے دینی مدارس سرکار کی مالی معاونت سے ''قومی دھارے''

میں داخل ہونگے تو دوسرے دروازے سے دینی مدارس کا حقیقی تشخص اور قرآن وسنت کا علم روانہ ہوگا۔

امریکی صدر اور اس کی انتظامیہ کے پاکستان کا دورہ کرنے والے بااثر بار بار یہ حقیقت بیان کر چکے ہیں کہ دینی مدارس کے خلاف جنرل پرویز مشرف کے تمام اقدامات ہماری مرضی ومنشا کے مطابق ہیں۔ ہم ان اقدامات سے مطمئن ہیں اور اسی لئے خطیر امداد بھی فراہم کر رہے ہیں۔ یوں پاکستان کے صاحبان اقتدار کی علماء کی لیے ''خیر خواہی کا بھانڈہ'' بیچ چوراہے پھوٹ جاتا ہے۔ سوال انتہائی سادہ ہے کہ مغرب اسلامی مدارس کے لیے خطیرہ امداد کیوں دیتا ہے اور جواب بھی اسی قدر سادہ ہے کہ دشمن کی دوستی اس کی دشمنی سے زیادہ خطرناک ہے۔ یہودی ایجنڈا کا نکتہ ملاحظہ ہو۔

☆'' عیسائی مبلغ ہوں یا مسلمان علماء ہر کسی کی کوئی نہ کوئی قیمت ہوتی ہے۔ سونے کی چمک کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔ ایسے بکاؤ مال سے ربط رہنا چاہئے'' ☆

☆'' اگر عیسائی اور مسلمان علماء کو تبلیغ دین کے نام پر مالی مدد فراہم کی جائے تو وہ اس مدد کی بنیاد پر اپنے کام کو پھیلائینگے پھر اچانک ہاتھ روک کر انہیں پریشان کیا جا سکتا ہے کہ پھیلے کام کو کیسے ترک کیا جائے لہذا اس صورت میں وہ یہودی مقاصد کی تکمیل کی خاطر مشروط مالی امداد بھی قبول کر لینگے'' ☆

(وثائق یہودیت صفحہ 140/141 نقطہ نمبر 3,2)

ب) عمومی تعلیم:

کسی معاشرے کے تہذیب وتمدن اور اس کی ثقافت کی حقیقی بنیاد اس کا

اپنے مخصوص نظریہ سے ہم آہنگ نظامِ تعلیم ہوتا ہے۔ نظامِ تعلیم تہذیب وتمدن اور ثقافتی ورثے کو نکھارتا ہے لہذا اگر نظامِ تعلیم نظریاتی بنیادوں سے ہم آہنگ نہ ہوتو تہذیب و تمدن اور ثقافت کی عمارت انتہائی کمزور بنیادوں پر بوسیدگی کا شکار رہتی ہے۔ تعلیم فرد کو ہی نہیں سنوارتی بلکہ افراد کی اجتماعیت پر یہ انفرادیت اثر انداز ہوتی ہے اور افراد کی اجتماعیت کا رہن سہن ہی تہذیب وتمدن کو جنم دیتا ہے۔ نظامِ تعلیم قیامِ پاکستان سے قبل ہی بجلیوں کی زد میں رہا ہے۔ متحدہ ہندوستان میں قیامِ ملک سے قبل لارڈ میکالے نے مادی خواہشات کی تکمیل کی طرف لے جانے والا نظامِ تعلیم مرتب کیا تھا جس کا رخ قیامِ پاکستان کے بعد بھی کوئی حکمران نہ بدل سکا۔ نت نئے تجربے کئے گئے نئی نئی تعلیمی پالیسیاں بنتی رہیں اور ہر تعلیمی پالیسی تعلیمی کشتی کو ڈبونے کی خاطر اس کے وزن میں اضافہ کرتی رہی یہاں تک کہ جنرل پرویز مشرف کا دور آ گیا اور اس کے دور نے تمام اقدار کے ساتھ تعلیم کو بھی نا قابلِ تلافی نقصان پہنچایا۔ یہاں بھی ایجنڈا یہود ہی کا سامنے رہا:۔

☆''یہ بات ہمیشہ ذہن نشین رہنی چاہیے کہ معاشرتی ابال' اندھا' بہرا اور قوتِ استدلال سے عاری' باہر سے کسی مشورہ دینے والے کا منتظر ہوتا ہے۔ اندھا اپنے ساتھ دوسرے اندھوں کو صرف گہرے غار میں گرا سکتا ہے۔ سیاست کی ابجد سے بے خبر لوگ' نو دولیتے خواہ وہ عقلمند ہی ہوں' قوم کے راہنما بن کر اسے تباہی تک تو لے جا سکتے ہیں مگر کسی طرح بھی حقیقی راہنمائی فراہم نہیں کر سکتے'' ☆(Protocols, 1:18)

تباہی کے راستے اگرچہ بہت سے ہیں مگر تعلیم کی جہت پر کاری ضرب اور

ذرائع ابلاغ کو ابلیس کے سپرد کرنے سے جو تباہی کسی قوم کا مقدار بنتی ہے اس جیسی تباہی ہر تصور سے ماورا ہے۔ یہود نے ایسی ہی تباہی کو اپنے منصوبۂ دشمنی میں شامل کیا ہے جس پر آج عمل کروایا جا رہا ہے۔

☆''غیر یہود کے تعلیمی نظام کو ہمیں یوں مرتب کرنا ہے کہ اس نظام کی بدولت وہ کبھی عملی زندگی میں کسی قطعی فیصلہ پر نہ پہنچ سکیں........'' ☆ (Protocls, 5:11)

جنرل پرویز مشرف آئے تو مغربی ایجنڈا بڑی حکمت سے آگے بڑھنا شروع ہوا۔ تعلیم پر پہلا حملہ بڑے خوبصورت انداز میں سارک کے پلیٹ فارم سے ہوا کہ سارک مملک کا تعلیمی پروگرام مشترکہ ہونا چاہیے۔ اس میں یکسانیت سے خطے کا بھلا ہو گا۔ اور سارک کی تشکیل ہی خطے کی بھلائی کی خاطر ہوئی ہے۔ حالانکہ سارک کی اپنی تشکیل یہودی منصوبہ بندی کا ایک جز ہے۔ باخبر لوگوں نے اس کا پول کھولتے بتایا کہ:

☆''SAF کے فریب سے بے خبر محبِّ وطن فوجی حکام اور دانشور:

''جیسے کہ میں نے بتایا ہے سارک ایس اے ایف کی پہلی سٹیج ہے۔ یہ پاکستان میں پنجے گاڑ چکی ہے۔ اب اگلی سطحوں کی تعمیر شروع ہو رہی ہے بلکہ ہو چکی ہے اس سلسلے میں روزنامہ ''دی نیشن'' 10 -اپریل 2002ء میں ایک طویل رپورٹ شائع ہوئیء ہے جس کے ابتدائی جملے پلان کی تشریح کے لیے کافی ہیں''۔

''علاقے میں موجود تصادم کی کیفیت کے باوجود سارک ممالک

کے وزرائے خزانہ نے اسلام آباد میں 9-اپریل 2002ء کے اجلاس میں باہمی معاشی اہداف اقتصادی تعاون بڑھانے کے لیے ایکشن پلان کی منظوری دی ہے یہ فیصلہ کیا گیا کہ جنوبی ایشیاء معاہدہ برائے ترجیحی تجارت SAPTA پر جلد عملدرآمد شروع کر دیا جائے اور پھر تیزی سے SAFTA کی طرف قدم بڑھائے جائیں گے...... (صیہونی منصوبے بہت سے ہیں اور سب پر پہلے ہی سے کام ہو رہا ہے۔ زبخری کے طے کردہ نقطہ نمبر 16 کو دیکھیے)

☆''یورپی یونین کے ماڈل پر دنیا کے باقی خطوں میں بھی علاقائی فیڈریشن قائم کرنا جو اپنے خطے کی ننھی ننھی ریاستوں کو نسلی، لسانی بنیادوں پر آپس میں جوڑ کر بنائی جائیں گی۔ فیڈریشن کی حکومت کے ممبران یورپی یونین کے ایگزیکٹو کمیشن کی طرح الیکشن کے ذریعے نہیں آئیں گے بلکہ نامزد ہونگے اور یہودی ہونگے۔ ہر فیڈریشن کی ایک کرنسی ہو گی ایک تعلیمی نظام ہو گا۔ ایک پارلیمنٹ ہو گی ایک فوج ہو گی، امور ریاست کی تمام پالیسیاں خارجہ، ڈیفنس، داخلہ، معاشی اور قانونی فیڈریشن کی حکومت بنائے گی۔ فیڈرل حکومت اور ننھی ننھی ریاستوں کی لوکل حکومتوں میں قیادت اور فیصلہ سازی کے عہدوں پر زیادہ تر عورتیں ہونگی''☆

(طارق مجید کموڈور (ر) عالمی طاغوتی کھیل'' صفحہ 42/43)

مسلم ممالک کے مختلف شعبوں میں اشتراک عمل بھی اگر چہ محلِ نظر ہے مگر

تعلیمی اشتراک کی تو کسی بھی طرح گنجائش نہیں نکلتی۔
☆''اسلامی جمہوریہ پاکستان دوسری مسلم مملکتوں سے اپنی تشکیل کے اعتبار سے یکسر مختلف ہے کہ 27 رمضان المبارک کو 1947ء میں' یہ خالصتاً قرآن وسنت پر مبنی نظریہ کے ساتھ معرضِ وجود میں آئی تھی لہذا اس مملکت کے مستقبل کی امین نسل کی اٹھان اسی نظریہ پر ہونا لازم ہے۔ قران وسنت کی بنیاد پر تیار قوم اپنے ملک کے نظریہ کی بقاء اس کے استحکام اور اس کے حقیقی وقار کی ضامن ہوتی ہے۔ سارک کے ایجنڈا پر یقیناً ایسی کوئی چیز (نظریہ) نہیں ہے۔
تعلیم جن علوم کے لیے ہے ان میں زبان دانی مثلاً اردو' انگریزی' ہندی یا ملاوی وغیرہ ہیں۔ حساب سوشل سٹڈیز' تاریخ' جغرافیہ' سائنس (کیمیاء فزکس) ہے۔ میڈیکل' انجینئرنگ اور کمپیوٹر ہے۔ ورلڈ بنک اور ائی ایم ایف کے قرض کے زور پر اب جنسی تعلیم ابتداء سے نصاب میں گھسائی جا رہی ہے اس ''مشترکہ تعلیم'' کے بعد ہر ملک کی اپنی ضرورت مذہب وعقیدہ کی تعلیم ہے اور ہر ملک کا اپنا اپنا انداز ہے۔ اگر چہ امریکہ اس پر بھی اثر انداز ہونے کی فکر میں ہے۔
مذکورہ علوم اگر چہ ہر ملک کی ضرورت ہیں اور بظاہر ان کی مشترکہ ترویج میں کوئی حرج بھی نہیں مگر ایک نظریاتی مملکت میں ان کی تعلیم وتعلم کی ضرورت مختلف ہے' انداز مختلف ہے سارک مما لک

کے بیشتر اساتذہ یا ماہرین تعلیم' اپنے اپنے شعبہ میں تخصّص کے باوجود نظریاتی تعلیم کی اہمیت اور ضرورت سے کوسوں دور ہیں......'' ☆ (لمحہ لمحہ پھسلتے قدم'' صفحہ 46/50)

تعلیم پر دوسری ضربِ شدید جنرل پرویز مشرف کے ذریعے امریکی صدر بش نے یوں لگائی کہ نصابِ تعلیم سے قرآن وسنت کی تعلیم کو نکالنے پر زور دیتے یہ مطالبہ کیا کہ جہاد کے حوالے سے اسباق' یہود ونصاریٰ کے کردار کے ضمن میں تمام اسباق نکال دیئے جائیں کہ ایسے اسباق سے دہشت گردی' مذہبی انتہا پسندی اور یہود ونصاری کے خلاف نفرت پیدا ہوتی ہے اور امریکہ کو یہ ہرگز پسند نہیں ہے۔ گویا قرآن وسنت کی تعلیمات بش کی پسند ناپسند کے تابع ہیں۔ جنرل پرویز مشرف نے کھٹ سے ایڑھی بجاتے لیس سر کہتے ''محکمہ تعلیم کا قبلہ درست کرنے'' کے احکامات جاری کر دیئے۔ نصاب کا حلیہ یکسر بگڑ چکا ہے مگر سرکاری مشینری کو ابھی اور بہت کچھ کرنا ہے جس کے لیے وہ مستعد ہے

اغیار سے ڈھونڈتے پھرتے ہیں مٹی کے چراغ
اپنے خورشید پہ پھیلائے ہیں سائے ہم نے

امریکہ کو اسلام سے بغض ہے مگر وہ اسلام کے حوالے سے ہرزہ سرائی کر کے پوری دنیا کے مسلمانوں کو مشتعل کرنے سے ڈرتا ہے اس لیے بہانے سے کبھی مصور قرآن چھاپتا ہے تو کبھی ''الفرقان الحق'' کے نام سے قرآن کے جدید روشن خیال اعتدال پسند ایڈیشن سامنے لاتا ہے اور کبھی مشرف اور دوسرے حکمرانوں کو نصاب درست کرنے کا حکم دیتا ہے۔ نمونہ ملاحظہ فرما لیجئے۔

☆'' پاکستانی نصابی کتب میں یہودیوں عیسائیوں کے خلاف مواد

کسی صورت برداشت نہیں (امریکہ) درسی کتب میں استعمال کی
گئی زبان اور جہاد کی تعلیمات مسلمانوں کو عیسائیوں یہودیوں
کے خلاف تشدد پر بھڑکائیں گی۔ حکومت پاکستان سے رابطے میں
ہیں۔ جب تک نفرت انگیز مواد نکالا نہیں جاتا تشویش برقرار رہے
گی'' ☆ (میلن میکر ماک ترجمان امریکی وزارت خارجہ۔ بحوالہ
روزنامہ انصاف 20-اگست 2005)

امریکی بلکہ مغربی خوشنودی کی تکمیل کرتے جنرل پرویز مشرف نے ایک آرڈیننس کے ذریعے پاکستان کا نظامِ تعلیم بے دین بلکہ کھلے کافر آغا خانیوں کی جھولی میں ڈال دیا کہ آغا خان فاؤنڈیشن ملک کے تمام تعلیمی بورڈوں کا انتظام و انصرام اپنے ہاتھ میں لے کر ملکی نظامِ تعلیم کو روشن خیال اور اعتدال پسند بنائے گی۔ معیارِ تعلیم بلند ہوگا۔ اِدھر آرڈیننس جاری ہوا اُدھر امریکی حکومت نے آغا خان فاؤنڈیشن کو ترویج علم کے لیے 450 لاکھ ڈالر کا عطیہ پیش کر دیا اور مزید کے لیے یقین دہانی کرا دی۔ اس کے ساتھ ہی ورلڈ بنک نے' جس پر یہود کی اجارہ داری ہے'32 کروڑ ڈالر نچھاور کر دیے۔

اس فیصلے کو ملکی آئین کے خلاف سازش قرار دیتے ہر مکتب فکر کے بڑے چھوٹے سڑکوں پر نکل آئے احتجاج تا حال جاری ہے مگر حکومت کی ہٹ دھرمی کہ وہ ٹس سے مس ہونے کو تیار نہیں ہے۔ بلکہ آغا خان بورڈ کے لیے راستہ سہل کرنے کی غرض سے تعلیمی اداروں میں واہیات ثقافتی پروگرام ہو رہے ہیں جس کی ایک مثال پنجاب یونیورسٹی گرلز ہاسٹل میں گورنر پنجاب کی موجودگی میں مردوں کے سامنے لڑکیوں کا لڈی ڈانس اور گورنر خالد مقبول کی تقریب تقسیم انعامات ہے۔ جس پر اخبارات میں مذمتی

خبریں چھپیں اور اداریئے لکھے گئے۔

تبدیل کئے گئے نصابِ تعلیم کو پڑھانے کے لیے روشن خیال اساتذہ مطلوب ہیں اور اس مقصد کے لیے مرد و خواتین اساتذہ کو امریکہ و یورپ لے جا کر ان کی برین واشنگ کے بعد انہیں واپس لایا جائیگا جہاں وہ روشن خیال نصاب پڑھائیں گے۔

نصابِ تعلیم میں تبدیلی اور آغا خان فاؤنڈیشن کے ذریعے تعلیم کے ایجنڈے پر ہمارے حکمران بضد ہیں کہ ہم اپنی ''قومی امنگوں'' کے تحت تعلیم کو روشن خیالی اور اعتدال پسندی کا جامہ پہنا رہے ہیں مگر کونڈا الیزا رائس' امریکی وزیر خارجہ نے تحقیقاتی کمیشن کے سامنے جو بیان دیا اور جسے میڈیا نے لائیو نشر کیا ہر لحاظ سے چشم کشا ہے۔ قومی سلامتی کی مشیر کہتی ہیں۔

> ☆''دہشت گردی کے مکمل خاتمے کے لیے یہ حکمت عملی طے کی گئی تھی کہ مسلم ممالک کے نصابِ تعلیم کو تبدیل کروایا جائے اور یہ کام ترجیحاً ہوتا کہ مسلمانوں میں امریکہ مخالف جذبات کا خاتمہ ہو مشرق وسطی اور دوسرے خطوں کے مسلم ممالک میں اصلاحات کا عمل شروع ہو چکا ہے۔ پاکستان کی وزیر تعلیم ایک ونڈرفل وزیر تعلیم ہیں میں نے گذشتہ سال ان سے واشنگٹن میں ملاقات کی تھی اور پاکستان کے نصابِ تعلیم کے بارے میں تبادلہ خیال کیا تھا......امریکہ اور پاکستان کا تعلق چھڑی اور گاجر Carrot and Stick کا ہے کہ چھڑی سے ڈراؤ دھمکاؤ اور گاجر سے بہلاؤ''☆ (لمحہ لمحہ پھسلتے قدم صفحہ 95)

آغا خان بورڈ ملک کے 33 تعلیمی بورڈوں کا کنٹرول سنبھالنے کے بعد تعلیم

کو کس جہت سے متعارف کرانا چاہتا ہے اس کی ایک جھلک اس سوالنامے میں دیکھنے کو ملتی ہے جو اس نے نہم سے بارھویں جماعت کے طلبہ و طالبات میں تقسیم کی۔ بے غیرتی پر مبنی سوالات میں سے چند بطور نمونہ درج کرنے پر ہم مجبور ہیں کہ اس کے بغیر بات کی تہہ تک پہنچنا آسان نہیں ہے۔ ان سوالات کو ذہن سے محفوظ رکھتے بچے' بچیوں کی عمریں بھی دیکھیے اور پھر خود ہی اس تہذیب وتمدن اور ثقافت کا نقشہ ذہن میں بٹھایئے جو آغا خانی روشن خیال تعلیم لائے گی۔

☆ ان میں سے کونسی چیز پچھلے 6 ماہ میں آپ نے کی ہے؟

والدین سے جھوٹ بولا۔ سکول سے فرار ہوئے۔ دکان سے کچھ چرا کر بھاگے۔ دوستوں کے بہکاو میں آ کر غلط کام کیا۔ شراب پی۔

☆ کیا آپ دوستوں سے گرل فرینڈ' بوائے فرینڈ رکھنے کی خواہش کا اظہار کر سکتے ہیں؟

(ا) جی ہاں۔ (ب) جی نہیں۔ (ج) میں کر سکتا ہوں۔

☆ اگر جواب ہاں میں ہے تو پہلی بار جنسی تعلقات استوار کرتے وقت آپ کی عمر کیا تھی؟

(ا) 13 سال سے کم عمر میں۔ (۲) 13 سال کی عمر میں۔ (۳) 15 سال کی عمر میں۔ (۴) 16 سال کی عمر میں یا 17 سال کی عمر میں۔

☆ جو آپ درست سمجھتے ہیں اس پر صحیح کا نشان لگایئے۔

ا) میں اپنے جنسی اقدار اور عقیدہ کی وجہ سے پریشان ہوں۔ (۲) میں نے کبھی کسی سے جنسی تعلقات نہیں رکھے۔ (۳) میرے گرل / بوائے فرینڈ کے ساتھ جنسی تعلقات ہیں۔ (۴) میں اپنی جنسی رویئے پر شرمندگی محسوس

کرتا ہوں......

☆ کیا آپ شراب پیتے ہیں؟ روزانہ' ہفتے میں ایک بار' مہینے میں ایک بار

☆ ہمارے معاشرے میں اخلاقی اقدار اور اصولوں کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ آپ کے خیال میں کیا ایک لڑکی کا شادی سے پہلے جنسی تعلق رکھنا جائز ہے؟

(۱) اخلاقی طور پر غلط ہے۔ (۲) بالکل غلط ہے۔ (۳) میں نہیں جانتا۔

☆ آپ جن جوابات کو درست سمجھتے ہیں ان پر نشان لگائیے۔

۱) میرے دوست جی بھر کے تمام قسم کے جنسی تعلقات میں حصہ لیتے ہیں۔ (۲) میں وہ کرنا چاہتا ہوں جو میرے دوست کرتے ہیں۔ (۳) دو محبت کرنے والوں کے لیے شادی سے پہلے جنسی تعلق ٹھیک ہے۔

(تعلیم کا استعماری ایجنڈہ۔ پروفیسر سلیم منصور خالد بحوالہ ''خیر البشر و ترجمان القرآن)

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں تہذیب' تمدن اور ثقافت کی ترویج کے لیے مستقبل کا تعلیمی خاکہ اور اس کے ہمہ جہت خدوخال آپ نے ملاحظہ فرمالیے۔ عام شخص کے لیے بھی یہ سمجھنا محال نہیں کہ معاشرتی تہذیبی و تمدنی سرمائے میں اہم کردار ادا کرنے والے تعلیمی اداروں کو امریکہ کی خواہش اور امریکہ کی امداد کے بل بوتے پر کس سمت لے جایا جا رہا ہے۔ کیکر کے درخت کو سیب لگتے آج تک کسی نے نہیں دیکھے مگر فوجی حکمران اور ان کی ٹیم کا ہر رکن اس بات پر بضد ہے کہ ہم کیکر کے نوکیلے کانٹوں کی جگہ روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے سیب لگائیں گے اور دنیا دیکھے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا ماضی کے 58 سال سے تعلیمی انحطاط اور اس کے ساتھ اسی انحطاط کے ردعمل میں تہذیبی و تمدنی انحطاط دیکھتی چلی آ رہی ہے جس پر کسی گواہی کی بھی ضرورت نہیں۔ ایجنڈا یہود کا ہے تکمیل کرنے والے پاکستانی حکمران ہیں اور مڈل مین مغرب کے نصرانی ہیں۔ اس کی

کڑیاں لارڈ میکالے کے برطانوی پارلیمنٹ کے سامنے 1835ء میں دیئے گئے پالیسی بیان سے بھی ملتی ہیں۔ لارڈ میکالے کے بیان کا ایک ایک نفظ ہماری آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے بشرطیکہ ہم آنکھیں کھول کر آج ہوتا ڈرامہ دیکھ سکیں۔

☆ ''لارڈ میکالنے کا نظام تعلیم''

''تم غلط سوچ رہے ہو' اگر میں تمام مدرسے بند کر دیتا ملک میں رائج عربی رسم الخط کو منسوخ کر دیتا تو فیل ہو جاتا میں جو کچھ کر رہا ہوں اس کا نتیجہ آپ کو کئی سال بعد نظر آئے گا۔ میں نے تمام ہندوستان کا سفر کیا۔ ایک ایک جگہ گھوما لیکن پورے ہندوستان میں کوئی بھکاری' کوئی چور نظر نہیں آیا۔ اس ملک کی اخلاقی حالت بہت بلند ہے۔ ان کی اقدار کا معیار بہت اعلیٰ ہے۔ ہم اس ملک کو اس وقت تک فتح نہیں کر سکتے جب تک ہم اس کی ریڑھ کی ہڈی نہ توڑ دیں۔ یہ ریڑھ کی ہڈی ان کی روحانی اور معاشرتی میراث ہے جسے ان تک ان کا غیر رسمی نظام تعلیم پہنچا رہا ہے۔ اسی لیے ہی میں اس کے قدیم نظام تعلیم کو بدلنے کا مشورہ دیتا ہوں۔ اگر آپ ایک دفعہ یہاں کے عوام کو اس بات کا احساس اور یقین دلا دیں کہ انگریزی زبان ہی بہترین ہے اور انگریز اعلیٰ ترین قوم ہے تو پھر وہ اپنی عزت نفس کھو دینگے۔ اگر ایسا ہو گیا تو پھر وہ ویسے ہی بن جائینگے جیسے ہم چاہتے ہیں'' ☆ (1835ء میں برطانوی پارلیمنٹ میں لارڈ میکالے کا پالیسی بیان۔ (بشکریہ ''نقیب ختم نبوت اکتوبر 2005)

میڈیا

یہودی تہذیب وتمدن اور ثقافتی وَرثہ:

تہذیب وتمدن اور ثقافتی ورثہ آغاز سے نسل درنسل بڑوں کے اعمال واقوال کے ذریعہ منتقل ہوتا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ قلم وقرطاس بھی اس مہم میں شامل ہو گئے اور جب اخبارات سے دنیا متعارف ہوئی تو اس ورثہ کی منتقلی سہل بھی ہوئی اور زیادہ لوگوں تک اس کی رسائی ممکن ہوئی۔ اُس وقت تک عوام الناس کے پاس اقدار کا سرمایہ ہوتا تھا جس کی وجہ سے اعمال وافعال واقوال کے ساتھ ساتھ قلم وقرطاس کے استعمال میں بھی سچائی کا عنصر غالب تھا۔ اقوال نے جب لوک کہانیوں کی شکل اختیار کی تو اس میں جھوٹ کی ملاوٹ ہونی شروع ہوگئی اور گذرتے وقت کے ساتھ یہ اس قدر پھلی پھولی کہ حقیقت ان کے نیچے دب گئی۔ ہمارا مقصد عربی، اردو اور پنجابی ادب میں بیان کردہ اوٹ پٹانگ داستانوں سے ہے جن کا نہ ادب سے تعلق ہے اور نہ ہی تہذیب وتمدن و ثقافت سے کہ ان میں ملاوٹ زیادہ ہے۔

وقت کا دھارا بڑھتے بڑھتے انسانیت کو ہلکے پھلکے ادب، اخبارات وجرائد کے ذریعے تہذیبی ورثے سے متعارف کرانے لگا۔ اگرچہ اس میں کھوٹا کھرا شامل تھا مگر لوگ بہت حد تک اسے چھانٹ لیتے تھے۔ سازشی یہود نے اس ہتھیار کو موثر جانتے اس طرف توجہ دی اور سونے کی چمک سے اس صنعت سے وابستہ لوگوں کے ضمیر گروی رکھنے شروع کر دیئے اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ پرنٹ میڈیا ان کے قبضۂ قدرت میں، اُن کی منصوبہ بندی کے عین مطابق چلا گیا۔ یہود کا اقرار ملاحظہ کیجئے۔

☆'' حکومتوں کے ہاتھوں میں آج رائے عامہ بنانے اور عوام کے ذہنوں کو ایک جہت دینے کے لے پریس کی زبردست قوت موجود ہے پریس کا کردار یہ ہے کہ وہ ہماری ناگزیر ترجیحات کو موثر انداز میں پھیلائے۔ عوامی شکایات کو اجاگر کرے اور عوام الناس میں بے اطمینانی پیدا کرے۔ پریس ہی کے ذریعے آزادیِ اظہار ایک قوت کے طور پر ابھرتی ہے۔

غیر یہودی حکومتیں ابھی اس موثر ہتھیار کے موثر استعمال سے مکمل واقفیت نہیں رکھتی اور یوں پریس ہمارا مطیع فرمان ہے۔ یہ پریس ہی ہے جس کے سبب خود پشت پر رہتے ہوئے ہم نے طاقت حاصل کی ہے۔ پریس ہمارے لیے کھرا سونا ہے اگرچہ ہم نے اس تک خون پسینے سے ہوتے ہوئے رسائی حاصل کی ہے..........''☆ (Protocols - 2:15)

☆'' (ہم) ابھی سچ'' ابھی جھوٹ چھاپنے کی ضرورت پیدا کرتے ہیں۔ میسر متضاد' غلط یا درست حقائق ہم سوچ سمجھ کر ضرورت کے مطابق سامنے لاتے ہیں''☆ (Protocols 12:15)

☆'' امریکہ میں انڈیپنڈنٹ میڈیا نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ ہم میں سے کوئی بھی اپنی دیانتدارانہ رائے کا اظہار نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی کرے گا تو وہ شائع نہیں ہوگی۔ مجھے ہر ہفتہ 15 ڈالر اس لیے ملتے ہیں کہ میں اپنے اخبار میں اپنی دیانتدارانہ رائے کا اظہار نہ کروں۔ آپ سب کا بھی یہی حال ہے۔ اگر میں اپنے

پرچے میں اس کی اجازت دے دوں تو 24 گھنٹے سے پہلے میری ملازمت ختم ہو جائے گی۔ ایسا بے وقوف آدمی بہت جلد سڑکوں پر دوسرا کام تلاش کرتا نظر آئے گا۔ نیویارک کے جرنلسٹ کا فرض ہے کہ وہ جھوٹ بولے' جھوٹے لکھے' خبروں کو مسخ کرے' بدزبانی کرے' قارون (یہودیوں) کی چاپلوسی کرے اور اپنی قوم کو' ملک کو روٹی کی خاطر بیچ دے اور غلام بن کر رہے''

ہم پس منظر میں رہنے والے امراء کے غلام ہیں' کٹھ پتلیاں ہیں کہ وہ تار کھینچتے ہیں' ہم ناچتے ہیں' ہمارا وقت ہمارا ہنر اور ہماری اہلیت ان لوگوں کی پراپرٹی ہے اور ہم ذہنی طوائفین ہیں'' ☆

(امریکی اخبار نویسوں کی مجلس میں امریکی ایڈیٹر جان سونسٹن کا اظہار خیال۔ بحوالہ سونے کے مالک/ آخری صلیبی جنگ حصہ II صفحہ 85/86)

یہ ہیں اخبار و جرائد' جسے آج پرنٹ میڈیا کے نام سے پکارا جاتا ہے' کی حالت جو نسل سے نسل تک تہذیبی و ثقافتی ورثہ منتقل کرنے کا ذمہ دار قرار پاتے ہیں۔ یہود کا طے شدہ منصوبہ ہے کہ ہمیں مسلمان کے قلب و ذہن سے دینی تمدنی اقدار کا سرمایہ کھرچ نکالنا ہے اور اس مقصد کے لیے میڈیا سے زیادہ موثر ہتھیار کوئی نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے دورِ نبوت کے ابتدائی ایام میں سردارانِ مکہ کی مجلس میں' جہاں اسلام کا راستہ روکنے کے لیے موثر اقدامات کرنے پر غور و فکر ہو رہا تھا' نضر بن حارث نے بھی یہی رائے پیش کی تھی کہ میں عراق سے گانے بجانے والیاں اور دل کو لبھانے والی الف لیلیٰ کی داستانیں (Arabian Nights) لاتا ہوں' پھر محمد ﷺ اپنی دعوت پیش کرنا شروع کریں گے ہم گانے بجانے والیوں کو آگے کر دیں گے لوگ قرآن کا پیغام سننے کی بجائے ان لونڈیوں کا گانا بجانا سننا شروع کر دینگے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی سورۃ

لقمان میں قریش کی اس سازش کا پردہ ان الفاظ میں چاک فرمایا ہے "ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ...... (لوگوں میں سے وہ بھی ہیں جو اللہ کے دین کا راستہ روکنے اور گمراہ کرنے کی خاطر لہو ولعب کا سامان خریدتے ہیں)

ابھی پرنٹ میڈیا کا ماتم جاری تھا کہ الیکٹرانک میڈیا سامنے آ کھڑا ہوا۔ پہل ریڈیو نے کی' یا گراموفون کے ذریعے ریکارڈ سنے جاتے تھے۔ اخلاق وکردار پر یہ دونوں ہی منفی اثرات مرتب کرنے میں مشغول تھے کہ سونے پہ سہاگہ کے مصداق ٹیلی ویژن مارکیٹ میں آ گیا۔ ایجادات غیر مطلوب یا شجر ممنوعہ نہیں ہیں۔ یہ گذرتے دنوں کی ضرورت اور انسانیت کے لیے تحفہ ہیں ماسوائے ان ایجادات کے جن کا مقصد ومنشا ہی انسانیت کی تباہی ہے۔ ایجادات کا استعمال انہیں نافع یا غیر نافع بناتا ہے۔

ریڈیو اور ٹیلی ویژن تہذیب وثقافت کے تعمیری پہلوؤں اور ان کی پسندیدہ اقدار کو نسلاً بعد نسلاً منتقل کرنے کا بہترین ذریعہ تھے مگر یہ بھی "سونے کے مالکوں" (یہودیوں) اور ان کے ایجنٹوں کے ہتھے چڑھ گئے اور یوں خیر پھیلانے سے بہت زیادہ شر پھیلانے کا ذریعہ بن گئے۔ آج جو کچھ ہم مشاہدہ کر رہے ہیں جس تجربے سے گذر رہے ہیں وہ اس قدر تلخ ہے کہ ہر باشعور مرد وزن ان ایجادات سے نالاں ہے۔ تہذیب وثقافت کے نام پر نوجوان نسل کو جو کچھ منتقل کیا جا رہا ہے' جس کی چاٹ لگائی جا رہی ہے۔ اسے تہذیب وتمدن اور ثقافت کا ورثہ کہتے گھن آئی ہے۔ مغرب زدہ اقلیت ہے جو اس "جدید ثقافت" کی مداح ہے۔

سیانے فرما گئے ہیں اور درست ہے ان کا فرمایا ہوا کہ۔

"If wealth is lost, nothing is lost;
If health is lost, something is lost; and
If character is lost; every thing is lost."

(اگر مال وزر کا نقصان ہوا تو کچھ نہیں گیا' صحت کا نقصان ہوا تو کچھ گیا'
لیکن اگر کردار پر آنچ آئی تو سب کچھ گیا)

آج میڈیا (پرنٹ ہو یا الیکٹرانک) ملتِ مسلمہ سے کردار کی تمام تر اقدار' تہذیب وتمدن کے حقیقی ستون' چھین لینے پر ادھار کھائے بیٹھا ہے۔ پرنٹ میڈیا میں کہیں کہیں حریتِ فکر کی چنگاری پائی جاتی ہے مگر یہ لادین یلغار کے سامنے کمزور کمزور سی ہے۔ اب اسی میڈیا میں کیبل نیٹ ورک اور انٹرنیٹ شروع ہو گیا ہے۔ تو طوفان بد تمیزی میں اور شدت آ گئی ہے۔ مثبت استعمال تو 5 یا 10 فی صد ہو' منفی استعمال اپنی انتہاؤں کو پہنچ چکا ہے۔ ایجاد کنندگان نے بھی شاید منفی استعمال کی ان انتہاؤں کا تصور تک نہ کیا ہوگیا۔

صحت' خاندانی منصوبہ بندی اور تہذیب وثقافت:

بظاہر تہذیب وثقافت اور صحت کا رشتہ باہم جوڑنا مشکل ہے یہ ایسے ہی ہے کہ "مگس (شہد کی مکھی) کو باغ میں جانے نہ دینا کہ ناحق خون پروانے کا ہوگا" (شہد کی مکھی باغ میں جائے گی' پھولوں پھلوں کا رس چوس کر شہد کا چھتہ لگائے گی جس میں شہد کے ساتھ موم بھی ہوگی۔ موم سے موم بتی بنے گی اور جب یہ موم بتی جلے گی تو پروانے آئینگے اور جلیں گے)۔ بعینہ اسی طرح ایک طرف تو خاندانی منصوبہ کا ساز و سامان استعمال کرنے سے' جو قدرت کے طے کردہ نظام میں صریح مداخلت ہے' عورت کی صحت برباد ہوگی اور برباد صحت والی ماں صحت مند اولاد کی ضامن نہیں ہوسکتی اور غیر صحتمند ماں' غیر صحتمند اولاد کسی طرح بھی صحت مند تہذیب وتمدن کی بنیاد نہیں بن سکتی۔ بیماری ذہنی ہو یا جسمانی عملی زندگی میں ہمہ جہت اثرات مرتب کرتی ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی صحت سے زیادہ شرم وحیا اور پاکیزگی کی قاتل ہے جو

کسی بھی عورت کا حقیقی سرمایہ گے۔ خاندانی منصوبہ بندی کی تحریک فی الواقعہ محفوظ زنا کے طریقے متعارف کرانے کی تحریک ہے۔ ماضی میں کسی نوجوان لڑکے کا ہاتھ نوجوان لڑکی کی طرف اس لیے بھی نہ بڑھتا تھا کہ ''کچھ ہو جانے'' کا خوف ہوتا تھا مگر خاندانی منصوبہ بندی نے اس خوف کو ختم کرتے یہ باور کرا دیا کہ ''کچھ نہ ہوگا'' یوں شرم وحیا اور پاکیزگی کے لیے قبر کھودنے کا انتظام کر دیا جسے حکومتی سرپرستی دن بدن گہرا کرتی جا رہی ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی مسلم ممالک کے لیے ناگزیر اور ملت کفر کے لیے حرام کیوں ہے اس کا مدلل جواب گذشتہ اوراق میں سموئیل۔ پی ہینگٹن کی ''تہذیبوں کے تصادم'' کے حوالہ سے پیش کردہ تجزیہ میں موجود ہے کہ ملتِ مسلمہ کی بڑھتی آبادی اور بڑھتے وسائل ملت کفر کو چاٹ لیں گے لہذا ہر حالت میں ملتِ مسلمہ کی آبادی کو کم کرنا ہے اور اپنی آبادی کو بڑھانا ہے۔ اس خطرے کے پیش نظر جاپان و جرمنی ہو یا فرانس برطانیہ اور امریکہ زیادہ بچے پیدا کرنے والوں کو پرکشش مراعات Incentrive دینے کے اعلان کر رہے ہیں۔ ''بچے دو ہی اچھے'' اپنے ہاں تو قبول نہیں مگر مسلمانوں کو یہ سبق دیا جا رہا ہے مثلاً:۔

☆''فرانس میں تیسرا بچہ پیدا کرنے والی ماؤں کے لئے پرکشش مراعات کا اعلان۔ فرانسیسی حکومت شرح پیدائش میں اضافے کے لیے مختلف پیکج متعارف کرا رہی ہے۔ ملازمت سے ایک سال کی رخصت اور ایک ہزار یورو ماہانہ دیئے جائیں گے''☆

(بحوالہ ضرب مومن جلد ۹' شمارہ ۴۱ برطابق ۳۰ ستمبر ۰۵)

تہذیب وتمدن وثقافت اور علاقائی نسلی لسانی جھگڑے:

تہذیب وتمدن یا ثقافت کسی سماج یا معاشرے یا قوم کے تشخص کا اظہار ہوتا ہے۔ اگر سماج و معاشرہ یا قوم باہم نسلی' لسانی یا علاقائی حد بندیوں کی بنیاد پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائے تو اس کے بدترین اثرات ان کے تہذیبی وتمدنی ورثہ پر بھی پڑتے ہیں۔ اسلامی تہذیب وتمدن یا ثقافت کے لیے نظام عدل کا معیاری ہونا بھی ضروری ہے اور معاشرتی اونچ نیچ جو رائج الوقت ہے ہر لحاظ سے مردود ہے۔ مغرب نے نظام عدل' نظامِ معاش' نظامِ تعلیم وتعلم' نظامِ سیاست' غرض ہر نظام پر کاری ضرب لگا کر اسے ادھ موا کر دیا اور پھر ان ادھ موئے نظاموں کے ساتھ مغربی غلاظت کی پیوندکاری کر کے مسلمان قوم کی جھولی میں نیا تہذیبی ثقافتی سرمایہ ڈالنے کی کوشش کی مگر چونکہ قرآن و سنت کی موجودگی میں یہ پیوندکاری موثر نتائج نہیں دے سکتی اس لیے آج قرآن وسنت ہٹ لسٹ پر ہیں۔

☆ ''شرف انسانیت سے گرنے والے' کثرتِ شراب نوشی سے مختل دماغوں والے شرابی حیوانوں سے خبردار رہو جنہیں آزادی نے اس نوبت تک پہنچایا۔ یہ شراب نوشی' ہمارا شعار نہیں ہے۔ شراب نوشی یا نشہ بازی غیر یہود کے لیے ہے۔ ان کے نوجوانوں کی اخلاق باختگی اور معاشرتی اونچ نیچ ہے' جہاں ہمارے مخصوص کارندے اور غیر یہود کے صاحبِ ثروت گھرانوں کی آیائیں انہیں پہنچاتی ہیں۔ ان کے ٹیوٹران کے خدمت گار ہمارا یہ کام سر انجام دیتے ہیں اور اس سے بھی بڑھ کر غیر یہود کی غیر اخلاقی مجالس میں ہماری عورتیں یہ خدمت سرانجام دیتی ہیں جو سوسائٹی گرلز کے نام سے معروف ہیں اور جن کا کام ہی بدکاری اور فحاشی

پھیلانا ہے" ☆ (Protocols, 1:22)

یہودی منصوبہ سازوں کے پروٹوکولز سے مذکورہ چشم کشا اقتباس دیکھنے کے بعد' ان کے دعوے کے مطابق' ان کے کارندوں کا' اسلامی جمہوریہ پاکستان میں کردار ملاحظہ فرمایئے کہ تعلیم کے بعد آغا خان فاؤنڈیشن کے ذریعے تہذیب وثقافت کو کیسے چار چاند لگائے جارہے ہیں۔

☆"آغا خان فاؤنڈیشن پاکستانی تفریح گاہوں میں ڈانس کلب اور جوا خانے کھولے گی تفریح گاہوں کو جدید آلات سے مزین کیا جائے گا۔ لڑکے لڑکیاں جوڑوں کی شکل میں داخل ہو سکیں گے۔ غیر مسلموں کو شراب کی فروخت کی بھی اجازت ہوگی۔ یہودیوں کی طرف سے بورڈ کو خصوصی ٹاسک مل گیا۔ پہلے مرحلے میں شالیمار باغ کو"جدید بنانے کے لیے اجازت طلب کر لی گئی" ☆

(روزنامہ انصاف لاہور 12 مئی 2005ء)

☆"آغا خان فاؤنڈیشن کا تاریخی عمارتوں (تاریخی تعمیری ورثہ) کو عشرت گاہوں میں تبدیل کرنے کا منصوبہ۔ محکمہ آثار قدیمہ نے سمری وفاقی حکومت کو بھجوا دی ہے۔ (لاہور۔ عالیہ عمران) آغا خان فاؤنڈیشن نے بھارت میں قائم مسلمان بادشاہ ہمایوں اکبر کے مقبرے کو جدید بنانے کے منصوبے کا آغاز 25 کروڑ روپے سے کر دیا ہے اور اس کے گرد ونواح میں ایسے کلب اور پارک بنا دیئے گئے ہیں جہاں لڑکے لڑکیاں رات کے وقت آزادانہ فحش حرکات کرتے نظر آتے ہیں جبکہ پاکستان میں اسی طرح کے

منصوبے کے لیے محکمہ آثار قدیمہ سے آغا خان فاؤنڈیشن کی
4 میٹنگز ہوچکی ہیں اور سمری وفاقی حکومت کو بھجوائی جا چکی ہے''
(روزنامہ انصاف 14 مئی 05)

چلتے چلتے یہ خبر بھی پڑھ لیجئے کہ اسی ''آغا خان فاؤنڈیشن کے حقیقی وارث پرنس کریم آغا خان کے ہمراہ صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف شمالی علاقہ جات کا دورہ کرینگے''۔ پرنس کریم آغا خان غیر مسلم روحانی اسماعیلی فرقے کے پیشوا ہیں اور نصف صدی سے شمالی علاقہ جات کی مسلم آبادی کے تہذیب و ثقافتی ورثے میں نقب لگانے میں مصروف ہیں۔ فوجی سربراہ نے ان کے کام کو سہل بنانے کی خاطر شعیہ عقیدہ رکھنے والے فیصل صالح حیات کو اس علاقے کا ناظم اعلیٰ مقرر تو کیا ہی تھا اب کریم آغا خان کے ساتھ علاقے کا دورہ کر کے وہاں کے عوام کو یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ حکومت سرکاری سطح پر ان کے ایجنڈے کی تکمیل چاہتی ہے۔ یہی مغربی ایجنڈا ہے پرنس کریم آغا خان بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح مغرب کے ہیرو اور ایجنٹ ہیں۔

اسلامی کلچر کے پنجہ یہود میں جانے سے متعلق حقائق کا یہ ایک مختصر خاکہ ہے جس میں صاحبِ علم اور طالبِ علم و تحقیق مزید حقائق کا رنگ بھر کر آنے والی نسل کے لیے راہ ہدایت کے طور پر ان کے سپرد کر سکتے ہیں۔ اس طرف غفلت کا ہر لمحہ ملت مسلمہ کی آنے والی نسل کو گمراہی کے عمیق غار میں دھکیل دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس روزِ بد سے محفوظ فرمالے۔ آمین یارب العالمین۔ وما علینا الا لبلاغ۔

کتابیات

۱) القرآن الکریم۔

۲) اردو انسائیکلو پیڈیا' فیروز سنز لاہور۔

۳) جامع اردو لغت' جلد ششم۔ ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی۔ اردو لغت بورڈ کراچی

۴) المورد (عربی لغت) طبع بیرات۔

۵) Webster's New Collegiate Dictionery

۶) "Main Springs of Western Civilization" عبدالحمید صدیقی

۷) "Clash of Civilization" Sanual P.Huntington

۸) کلیاتِ اقبال۔ ڈاکٹر سر محمد اقبالؒ

۹) تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ' اقبالؒ

"Reconstruction of Religious Thought in Islam"

۱۰) شکنجۂ یہود "They dare to speak out" (پال فنڈلے ترجمہ سعید رومی)

۱۱) ورلڈ آرڈز اور پاکستان۔ عبدالرشید ارشد

۱۲) لمحہ لمحہ پھسلتے قدم۔ عبدالرشید ارشد

۱۳) آخر صلیبی جنگ (اول' دوم' سوم' چہارم) عبدالرشید ارشد

۱۴) پروٹوکولز۔ (وثائق یہودیت) ترجمہ عبدالرشید ارشد

۱۵) تجزیہ۔ آزادئ وحقوق نسواں اور این جی او مافیا۔ عبدالرشید ارشد

۱۶) ماہنامہ ''خیر البشر'' ستمبر و جون 2005

۱۷) ماہنامہ ترجمان القرآن مارچ 2005

۱۸) ماہنامہ آئین اپریل مئی جون 2005

۱۹) ماہنامہ نقیب ختم نبوت اکتوبر 2005

۲۰) عالمی طاغوتی کھیل کموڈور (ر) طارق مجید